اِنَّ الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محموداً

تار: الفضل قادیان

الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

ایڈیٹر:- غلام نبی

فی پرچہ ۱؎

The ALFAZL QADIAN.

قیمت سالانہ پیشگی اندرون ہند

قیمت سالانہ پیشگی بیرون ہند

نمبر ۶۹ | مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۳۱ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۲۶ رجب ۱۳۵۰ھ | جلد ۱۹

مدینۃ المسیح

تازہ ترین اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ۷۔ دسمبر تین بجے کی ٹرین سے وارد دارالامان ہونگے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ؛

نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ کہ مکرم ماسٹر حسین خان صاحب جو تعلیم الاسلام ہائی سکول کے ٹیچر تھے۔ اچانک ۶۔ دسمبر کی شب بیمار ہوکر ۷۔ دسمبر ۲ بجے وفات پاگئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔ اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کریں ؛

اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ شام پورٹ سعید سے روانہ ہو چکے ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے ۲۰۔ دسمبر تک قادیان پہونچ جائیں گے ؛

احمدیت کے خلاف سراسر غلط اور بے بنیاد پراپیگنڈا

آج کل بعض اخبارات میں یہ پراپیگنڈا کیا جا رہا ہے۔ کہ لاہور نیو بورسٹل جیل میں ایک احمدی اہلکار ہے۔ جس نے علانیہ قسم کھا کر کہا ہے۔ کہ جو تکالیف احرار کی طرف سے جماعت احمدیہ اور امام جماعت احمدیہ کو دی جا رہی ہیں۔ میں ان کا بدلہ یہاں احراری قیدیوں سے لونگا اور اپنی اس قسم کے مطابق وُہ احراری قیدیوں کو سخت تکلیفیں دے رہا ہے۔ یہاں تک کہ ان تکالیف سے تنگ آکر بہت سے احرار قیدی معافی مانگ کر جیل سے آزاد ہو رہے ہیں ؛

اس سراسر غلط اور بے بنیاد پراپیگنڈا سے پیدا کئے جانے والے وساوس اور غلط فہمی کے ازالہ اور اصل حقیقت کے اظہار کے لئے ہم اس امر کا اعلان کرنے پر مجبور ہیں۔ کہ یہ خبر از سرتاپا غلط اور بالکل بے بنیاد ہے۔ احرار قیدیوں کو کسی احمدی کا تکلیف دینا تو درکنار۔ اس وقت نیو بورسٹل جیل میں ایک بھی احمدی اہلکار نہیں ہے۔ اس قسم کی سراسر غلط اور جھوٹی افواہوں کی اشاعت کرنا نہایت قابل افسوس ہے۔

ناظر امور خارجہ قادیان

جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ ۱۹۳۱ء

اس سال سالانہ جلسہ انشاء اللہ ۲۶-۲۷-۲۸ دسمبر ۱۹۳۱ء کو قادیان میں ہوگا۔ ۲۶۔ دسمبر ہفتہ کا دن ہے۔ احباب کو چاہیئے ۲۵ دسمبر بروز جمعہ یہاں پہونچ جائیں۔ پروگرام اندر دیکھیئے ؛

پروگرام جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ بابت ۱۹۳۱ء

۲۶ر دسمبر ۱۹۳۱ء

اجلاس اوّل

وقت	مضمون	لیکچرار
۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	تلاوتِ قرآن کریم و نظم	
۱۰ ،، ،، ۱۰½ ،،	افتتاحی تقریر	حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز
۱۰½ ،، ،، ۱۱ ،،	خطبہ استقبالیہ	جناب ناظر صاحب ضیافت
۱۱ ،، ،، ۱۲ ،،	مذہب کی ضرورت	جناب چوہدری شیخ محمد صاحب سیال - ایم - اے
۱۲ ،، ،، ۱ ،،	توحید باریتعالیٰ کے متعلق اسلامی نقطۂ نظر بمقابلہ دیگر مذاہب	جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی -

اجلاس دوم

وقت	مضمون	لیکچرار
۳ بجے سے ۴ بجے تک	اسلام میں اخلاقِ فاضلہ کا پورا اور عملی نمونہ جو آنحضرت صلعم اور آپ کے سچے متبعین نے پیش کیا	جناب مولوی عبدالرحیم صاحب نیّر
۴ ،، ،، ۵ ،،	اسلام اور دیگر مذاہب میں مابہ الامتیاز	جناب شیخ محمد یوسف صاحب ایڈیٹر اخبار "نور"
۵ ،، ،، ۶ ،،	کسرِ صلیب کی پیشگوئی اور اس کا ظہور (کاسرِ صلیب حضرت مسیح موعودؑ کے ذریعہ سے)	جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر اخبار "فاروق"

۲۷ر دسمبر ۱۹۳۱ء

اجلاس اوّل

وقت	مضمون	لیکچرار
۹½ بجے سے ۹¾ بجے تک	تلاوتِ قرآن کریم و نظم	
۹¾ ،، ،، ۱۰¾ ،،	ختم نبوت میں ہمارا اور دوسرے مسلمانوں کا نقطۂ نظر	جناب میر محمد اسحاق صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ
۱۰¾ ،، ،، ۱۱¾ ،،	حضرت مسیح موعودؑ کی شان حکمت و علمیت	جناب مولوی جلال الدین صاحب شمس مبلغ شام و مصر
۱۱¾ ،، ،، ۱½ ،،	انبیاء علیہم السلام کی آسمانی بادشاہت اور اس کی تکمیل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ سے	جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تین بجے سے شروع ہوگی

۲۸ر دسمبر ۱۹۳۱ء

اجلاس اوّل

وقت	مضمون	لیکچرار
۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک	تلاوتِ قرآن کریم و نظم	
۱۰ ،، ،، ۱۱ ،،	عیسائی کلیسیا کی تاریخ اور اس میں غلط عقائد کس طرح پیدا ہو گئے	جناب مفتی محمد صادق صاحب مبلغ انگلستان و امریکہ
۱۱ ،، ،، ۱۲½ ،،	زمانہ خلافت میں وحدتِ نظام کے بگاڑنے والے اسباب اور ان کا سدباب	جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ
۱۲½ ،، ،، ۱½ ،،	اسلامی قربانی کی حقیقت	جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی ایڈیٹر اخبار "الحکم"

تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز تین بجے سے شروع ہوگی

(ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

پروگرام جلسہ سالانہ خواتین جماعت احمدیہ بابت ۱۹۳۱ء

۲۶ر دسمبر ۱۹۳۱ء

پہلا دن

وقت	مضمون	لیکچرار
۱۰ بجے سے ۱۰½ بجے تک	تلاوتِ قرآن کریم و نظم	
۱۰½ ،، ،، ۱۱½ ،،	حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلعم کی شان کو دنیا میں کس رنگ میں پیش کیا	جناب حکیم خلیل احمد صاحب
۱۱½ ،، ،، ۱۲½ ،،	خواتین اسلام کے کارنامے	جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی
۱۲½ ،، ،، ۱½ ،،	اسلام میں عورت کی حیثیت اور اس کے متعلق غیر مسلموں کے اعتراضات کے جوابات	جناب ڈاکٹر چوہدری شاہ نواز خان صاحب
۱½ ،، ،، ۲½ ،،	رسومِ جاہلیت	جناب میمونہ صوفیہ صاحبہ

۲۷ر دسمبر ۱۹۳۱ء

دوسرا دن

وقت	مضمون	لیکچرار
۱۰ بجے سے ۱۰½ بجے تک	تلاوتِ قرآن کریم و نظم	
۱۰½ ،، ،، ۱۱ ،،	حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ	جناب استانی سکینۃ النساء صاحبہ
۱۱ ،، ،، ۱ ،،	تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز	
۱ ،، ،، ۲ ،،	عقائد احمدیہ کے خلاف بعض ضروری اعتراضات کے جوابات	جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی
۲ ،، ،، ۲½ ،،	تبلیغ احمدیت میں احمدی خواتین کا فرض	جناب مفتی محمد صادق صاحب مبلغ انگلستان و امریکہ

۲۸ر دسمبر ۱۹۳۱ء

تیسرا دن

وقت	مضمون	لیکچرار
۱۰ بجے سے ۱۰½ بجے تک	تلاوتِ قرآن کریم و نظم	
۱۰½ ،، ،، ۱۱½ ،،	حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی انی مہین من اراد اہانتک و انی معین من اراد اعانتک کس حیرت انگیز طریقے سے پوری ہو رہی ہے	جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر "فاروق"
۱۱½ ،، ،، ۱۲ ،،	اقتصادِ منزل میں عورت مرد کو کیا اور کس طرح مدد دے سکتی ہے۔	جناب مبارکہ محمودہ صاحبہ
۱۲ ،، ،، ۱ ،،	ایمان اور اعمالِ صالحہ	جناب مولوی شیر علی صاحب بی - اے
	رپورٹ لجنہ اماء اللہ قادیان	سیدہ امِ طاہر سکرٹری لجنہ اماء اللہ

(ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۹ | قادیان دارالامان مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۳۱ء | جلد ۱۹

گول میز کانفرنس کا انجام

گاندھی جی کے ہاتھوں ہندوستان کی تمنّاؤں کا خون

فرقہ وار تصفیہ نہ کرنے کا نتیجہ

گذشتہ چند سالوں میں ہم نے اور دوسرے ہمدردان وطن نے بھی متواتر اور پورے زور کے ساتھ اس بات کو ہندوؤں کے پیش کیا ہے۔ کہ جب تک مسلمانوں اور دیگر اقلیتوں کے ساتھ وہ کوئی ایسا سمجھوتہ نہ کریں گے۔ جو انہیں اپنے حقوق کے متعلق پوری طرح مطمئن کر دے۔ ہندوستان کی آئندہ ترقی اور آزادی کے لئے ان کی اور دیگر محبانِ وطن کی تمام مساعی بے اثر اور بے نتیجہ ہیں۔ مگر افسوس کہ ہندوؤں نے عمداً اس بات کو نظر انداز کر دیا۔ اور مسلمانوں کی طرف سے ہر ممکن کوشش کے باوجود وہ کسی ایسے سمجھوتہ پر رضامند نہیں ہوئے۔ جس کا نتیجہ آخر وہی ہوا۔ جس کی امید تھی۔ ایک عرصہ سے ہندوستان کی امیدیں گول میز کانفرنس پر لگی ہوئی تھیں۔ اور خیال کیا جاتا تھا۔ کہ اس کا انجام ہندوستان کی آئینی ترقی کا موجب ہوگا۔ مگر ہندوؤں کی بے جا ضد اور خود غرضی نے خود اس کو مشتبہ کر دیا۔

گاندھی جی کی فرقہ وار تصفیہ سے پہلوتہی

وزیر اعظم نے بارہا فرقہ وار سمجھوتہ کی اہمیت کو گاندھی جی اور ان کے دیگر ہمنواؤں پر واضح کیا۔ اور کہدیا۔ کہ اس کے بغیر ہمارے لئے آگے بڑھنا سخت مشکل ہے۔ دوسری طرف مسلمانوں نے بھی اس تصفیہ کے لئے حتی الامکان کوشش کی۔ اور جہاں تک ان کے بس میں تھا۔ ملکی آزادی کے لئے ایثار اور قربانی پر آمادگی ظاہر کی۔ مگر گاندھی جی کے دماغ میں ہندو راج قائم کرنے کا سودا کچھ ایسی بُری طرح سمایا ہوا تھا۔ اور انہیں اپنی طاقت اور قوت پر ایسا گھمنڈ تھا۔ کہ انہوں نے اس کی ذرہ پرواہ نہ کی۔ اور ہندوستان کی جملہ اقلیتوں کی متفقہ استدعاؤں اور درخواستوں کو پاسۂ استحقار سے ٹھکرا دیا۔ اور اس طرح نہایت بے دردی کے ساتھ ملکی مفاد کو فرقہ پرستی پر قربان کر کے ہندوستان کی آرزوؤں اور تمناؤں کا خون کر دیا۔

وزیر اعظم کا اعلان

چنانچہ گول میز کانفرنس کے آخری اجلاس میں وزیر اعظم نے جو اعلان کیا ہے۔ اس میں یہ وعدہ تو موجود ہے۔ کہ "صوبجات پر ذمہ وار حکومت کی جائے گی۔ اور انہیں زیادہ سے زیادہ آزادی دیجائیگی" لیکن فی الحال اسکے دینے کا اعلان نہیں۔ چہ جائیکہ مرکزی ذمہ واری کا ذکر ہو۔

صوبجاتی آزادی کیوں نہیں دی گئی

کانفرنس کی گذشتہ کارروائی کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں۔ کہ ہندوستان کو صوبجاتی ذمہ واری کا ملنا قریباً قریباً یقینی معلوم ہوتا تھا۔ لیکن گاندھی جی اور ان کے ساتھیوں نے خواہ مخواہ ضد سے کام لیا۔ اور حکومت پر زور دیا۔ کہ اگر مرکزی ذمہ واری نہیں دی جاسکتی۔ تو صوبجاتی آزادی فضول ہے۔ اور اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ ان کے پروٹسٹ نے اس بدنصیب ملک کو ترقی کی اس منزل سے بھی محروم رکھا۔

آل انڈیا فیڈریشن

اس کے بعد وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں کہا ہے۔ کہ آل انڈیا فیڈریشن ضرور قائم کی جائے گی۔ لیکن اس کے لئے خاصہ وقت درکار ہے۔ فی الحال مختلف سب کمیٹیاں قائم کر دی جائیں گی اور گول میز کانفرنس کی ایک ورکنگ کمیٹی مستقل طور پر ہندوستان میں کام کرتی رہے گی۔ ان تمام کمیٹیوں کی رپورٹوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومتِ برطانیہ غور کرے گی۔ کہ ہندوستان کو کس حد تک اور کس صورت میں مرکزی ذمہ واری دی جاسکتی ہے۔

صوبہ سرحد کو اصلاحات اور سندھ کی علیحدگی

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ صوبہ سرحد کو اصلاحات دینے کا اعلان نہایت خوشکن ہے۔ اور اگر اسے عملی جامہ پہنا دیا گیا۔ تو یہ بہت مبارک بات ہوگی۔ اس کے علاوہ سندھ کی علیحدگی کا مسئلہ ہے۔ جس کا وعدہ وزیر اعظم کی تقریر میں موجود ہے۔ لیکن اس کے ساتھ یہ شرط ہے۔ کہ علیحدگی سندھ کے متعلق غور کرنے والی کمیٹی نے جو مالی مشکلات پیش کی ہیں۔ اگر ان پر قابو پانے کی کوئی صورت نکل آئی۔ اور اس کے لئے کوئی تسلی بخش انتظام ہوگیا تو سندھ کو علیحدہ کر دیا جائے گا۔ ورنہ نہیں۔

اقلیتوں کے حقوق

وزیر اعظم نے اپنی تقریر میں ہندوستانی مندوبین سے استدعا کی ہے۔ کہ وہ پھر ایک بار فرقہ وار تصفیہ کی کوشش کریں۔ اور جس طرح بھی ہوسکے اپنے طور پر اس سوال کو حل کریں۔ ورنہ بصورت ناکامی حکومت خود کوئی فیصلہ کر دے گی۔ اور اقلیتوں کے حقوق کو محفوظ کرنے کے لئے مناسب تدابیر اختیار کرے گی۔

اعلان کے متعلق ہندوؤں کی رائے

یہ خلاصہ ہے۔ اس اعلان کا جو یکم دسمبر کو گول میز کانفرنس کے کھلے اجلاس میں وزیر اعظم نے کیا۔ اس پر اپنے خیالات کا اظہار اور تبصرہ تو ہم کسی آئندہ صحبت میں کریں گے۔ اور بتائیں گے۔ کہ ہندوستان کے لئے یہ کہاں تک مفید یا مضر ہے۔ اور اس کی حقیقی حیثیت کیا ہے۔ آج صرف یہ بتاتے ہیں۔ کہ ہندو اسے کس نظر سے دیکھتے ہیں۔

کانگرسی اخبار "پرتاپ" (۵- دسمبر) اس پر رائے زنی کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"مسٹر میکڈانلڈ نے آخری اعلان کیا۔ جس کے معنے سوائے اس کے کچھ نہیں ہوسکتے۔ کہ اس وقت معاف کیجئے۔ پھر کسی اور وقت خیرات کے لئے آیئے"

"موٹے لفظوں میں مسٹر میکڈانلڈ کا اعلان یہ ہے۔ کہ انگلستان اس وقت ہندوستان کو کچھ نہیں دے سکتا"

"پتھر دل سے اگر کسی کا پیٹ بھر سکتا ہو۔ تو مسٹر میکڈانلڈ کے ان الفاظ سے ہندوستانیوں کا پیٹ بھر جائے"

گویا وہ صاف طور پر تسلیم کر رہے ہیں۔ کہ حکومت برطانیہ نے ہندوستان کو کچھ نہیں دیا۔ لیکن اب سوال یہ ہوتا ہے۔ کہ کیوں نہیں دیا۔ اور ہندوستانیوں کے اندر کونسی ایسی کوتاہی اور کمزوری تھی جس نے انہیں کچھ ملنے سے محروم رکھا۔ اور جس کی آڑ میں حکومت نے انہیں مزید حقوق دینے سے انکار کر دیا۔ اس کے متعلق اخبار "ملاپ" (۵ دسمبر) کا بیان ہے:-

"لنڈن والوں نے اسد فعہ ایک نئی اڑچن پیدا کر دی۔ اور وہ یہ کہ ہندو مسلمان باہم متحد نہیں ہیں۔ اچھوتوں کو بھی بڑا خطرہ ہے اس لئے جب تک اقلیتوں کا ہندوؤں سے کوئی تصفیہ اور سمجھوتہ نہ ہو جائے۔ تب تک ہندوستان کو کچھ نہیں دیا جاسکتا"

ناکامی کی ذمہ واری ہندوؤں پر ہے

جب یہ ثابت ہوگیا۔ کہ فرقہ وار سوال کے حل نہ ہونے کی وجہ سے ہندوستان کو "کچھ نہیں دیا" گیا۔ تو ماننا پڑے گا۔ اسکی ذمہ واری گاندھی جی اور ان کے ہم نوا ہندو لیڈروں پر ہے۔ جو انتہائی کوشش کے باوجود تصفیہ پر آمادہ نہ ہوئے۔ ہندوستان کی ۴۶ فیصدی آبادی یعنی اقلیتوں نے مل کر ان سے درخواست کی۔ کہ کوئی ایسی تجویز نکالئے۔ جس سے آئندہ دستور اساسی میں ہمیں اپنے حقوق کی حفاظت کا یقین ہو سکے۔ لیکن انہوں نے اس کی قطعاً کوئی پروا نہیں کی۔ اور معلوم نہیں۔ انہوں نے اس واضح اور صاف بات کو کیوں نہیں سمجھا۔ کہ باہم اس قدر شدید اختلاف وافتراق ہونے کی صورت میں حکومت کے لئے کوئی نیا دستور تجویز کرنا کیونکر ممکن ہے۔ اندریں حالات حکومت پر کسی قسم کا الزام لگانا سراسر نادانی اور جہالت ہے۔ اور در اصل یہ سب کچھ گاندھی جی اور دیگر ہندو مندوبین کی بے جا ہٹ اور خود غرضی کا نتیجہ ہے اور اس کے ذمہ وار وہی اور صرف وُہی ہیں:۔

سول نافرمانی کا احتمال

اگرچہ اس اعلان پر گاندھی جی نے تاحال کوئی تبصرہ نہیں کیا۔ لیکن بقول "پرتاپ" (۵۔ دسمبر) وزیر اعظم سے یہ کہدیا:۔ کہ

"ہم ایسی جگہ آن پہونچے ہیں۔ جہاں سے ہمارے راستے الگ الگ ہوتے ہیں۔ آج سے ہمارا راستہ اور ہے۔ اور آپ کا اور۔ میں نے انگلستان سے تعاون کرنے کی پوری کوشش کی۔ لیکن افسوس ہے۔ کہ مجھے اس میں اس چیز کی خواہش نظر نہیں آئی"

جس کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ وُہ پھر عدم تعاون کا حربہ استعمال کریں گے۔ اس کے علاوہ ان کی پہلی تقریروں کانگرسی لیڈروں کے متواتر اعلانات اور عام ہندوؤں کے رجحانات سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ پھر سول نافرمانی شروع کی جائے گی:۔

چنانچہ اس اعلان پر تبصرہ کرتے ہوئے "ملاپ" ۵ دسمبر نے لکھا ہے

"سوال صرف یہ ہے۔ کہ ہندوستان ان گول میز کانفرنسوں کے چکّروں میں پھنسا رہے گا۔ اور تشدد سے دب جائے گا۔ یا مہاتما گاندھی کے پُر امن جنگ کے جھنڈے تلے جمع ہوکر دنیا میں سرخرو ہوگا"

جس کے معنے یہی ہیں۔ کہ ایسی کوئی تحریک ضرور شائع کرنے کا ارادہ ہندوؤں کے دلوں میں ہے:۔

غیر دانشمندانہ طریق

ایک عقلمند انسان کا کام ہے۔ کہ وُہ اپنی ناکامی کے وجوہات پر غور کرے۔ اور سوچے۔ کہ وُہ کیوں ناکام رہا۔ اور پھر آئندہ کامیابی کے لئے اس کا فرض ہے۔ کہ ان نقائص اور کوتاہیوں کا ازالہ کرے۔ جو پہلی بار اس کی ناکامی کا موجب ہُوئی ہیں۔ اور ایک بچہ بھی یہ بات سمجھ سکتا ہے۔ کہ موجودہ ناکامی کی وجہ صرف اور صرف یہ ہے۔ کہ ہندو اور مسلمان باہم کوئی سمجھوتہ کرکے حکومت برطانیہ کے سامنے اپنا متحدہ مطالبہ پیش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ اور وزیر اعظم نے بھی اسی خیال کا اعلان کیا ہے۔ تو پھر اس مرض کا علاج کرنے کے بجائے اور اس کے حقیقی بواعث کو نظر انداز کرکے خواہ مخواہ کوئی ایسا قدم اٹھانا۔ جو ملک کے لئے حد درجہ تباہ کُن اور اخلاق سوز ہو۔ کاروبار کو تباہ کرکے اقتصادی لحاظ سے ہندوستان کو سخت نقصان پہونچانے کا موجب ہو۔ جس سے امن وامان مفقود ہو جائے۔ ہنگامہ خیزی اور جوش کے ماتحت نوجوانوں کی زندگیاں تباہ ہو جائیں۔ اور جو ان کی تعلیمی ترقی کو روک دے۔ ملک کے ساتھ انتہائی عداوت اور دشمنی کے مترادف ہے۔ اور ملک کو ایسے رستہ پر چلانے والا اس کا ہمدرد اور خیر خواہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ بلکہ اس کا دشمن ہوگا:۔

فرقہ وار تصفیہ کرو

اس لئے ضرورت ہے۔ کہ گاندھی جی آئندہ کسی اور پروگرام پر عمل کرنے کے بجائے دیانت داری اور نیک نیتی کے ساتھ اقلیتوں کے ساتھ منصفانہ سلوک کرکے انہیں مطمئن کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی چٹان ہے جس کے ساتھ ٹکرا کر تمام قوتیں اور ساری قربانیاں ضائع ہو جائیں گی:۔

مخلصانہ مشورہ

کانگرس اور گاندھی جی کو یہ ہمارا مخلصانہ مشورہ ہے۔ کہ اگر وُہ فی الواقعہ ہندوستان کے ساتھ کسی قسم کی ہمدردی رکھتے ہیں تو اسی رستہ پر گامزن ہوں۔ جو کامیابی کا صحیح رستہ ہے۔ وگرنہ اسے چھوڑ کر وُہ لاکھ سول نافرمانیاں کریں۔ اور حکومت کو پریشان کرنے کے جو بھی ذرائع ان کے دماغ میں آسکتے ہیں۔ اختیار کرلیں وُہ ہرگز ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتے:۔

ریاست کشمیر میں پریس ایکٹ

"ملاپ" ۵ دسمبر لکھتا ہے:۔

"احراریوں نے ریاست کشمیر کے خلاف اسلامی اخبارات میں جو طوفانِ بے تمیزی برپا کیا ہے۔ ان سے اسلامی پریس نے ریاست کی مشکلات میں جہاں اضافہ کیا ہے۔ وہاں شورش کی بے حد حوصلہ افزائی کی ہے۔ اب ریاست کے ذمہ وار حکام سوچ رہے ہیں۔ کہ پریس کے متعلق جو قوانین برٹش انڈیا میں نافذ ہیں انہیں ریاست میں بھی نافذ کیا جائے"

ہم نے اس خبر کو کئی بار غور سے پڑھا۔ مگر کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ "پریس کے متعلق جو قوانین برٹش انڈیا میں نافذ ہیں۔ انہیں ریاست میں بھی نافذ" کرنے کے کیا معنے ہیں۔ مسلمانوں کا تو یہ مطالبہ ہے۔ اور ان کی خواہش ہے۔ کہ پریس کے متعلق برطانوی ہند جیسے قوانین ریاست میں ضرور نافذ کردیئے جائیں۔ لیکن "ملاپ" کے الفاظ کا یہ مفہوم نہیں معلوم ہوتا۔ بلکہ ان سے مترشح ہوتا ہے۔ کہ یہ کوئی تادیبی کارروائی ہے۔ پس اگر ریاست کے حکام کا یہی منشا ہے۔ تو اس سلسلہ میں زیادہ سے زیادہ جو کچھ وُہ کرسکتے ہیں۔ وُہ حدود ریاست میں اخبارات کے داخلہ کی ممانعت ہے:۔

کئی سال تک متواتر اکثر اسلامی اخبارات کا داخلہ وہاں ممنوع رہا ہے۔ اور حال میں اس حکم کی تنسیخ نے فضا کو خوشگوار بنانے میں مدد دی ہے۔ لیکن اگر پھر یہی پالیسی اختیار کرلی گئی تو اس کا نتیجہ مفید نہ ہوگا۔ اور ہمیں امید ہے۔ ریاست کے ذمہ وار حکام اس غلطی کا ارتکاب نہ کریں گے:۔

پنجاب یونیورسٹی ہندوؤں کے قبضہ میں

پنجاب یونی ورسٹی کے نظم ونسق کی تحقیقات کے لئے میاں احمد یار خاں صاحب دولتانہ کی تحریک پر پنجاب کونسل نے ایک کمیٹی مقرر کرنے کا جو فیصلہ کیا ہے۔ اس کے متعلق "ملاپ" (۵۔ دسمبر) لکھتا ہے:۔

"(ہندوؤں نے) لاہور میونسپلٹی کے لئے تحقیقاتی کمیٹی مقرر کردی۔ اس بھاری جرم کے بعد مسلمان کس طرح خاموش بیٹھے رہ سکتے تھے۔ اور یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ کہ وُہ اس کا جواب نہ دیتے۔ یونی ورسٹی میں کوئی گڑبڑ نہیں۔ یہ بالکل درست ہے۔ لیکن مسلمانوں نے تو لاہور میونسپلٹی کی تحقیقات کا بدلہ لینا ہے"

اس تحریر کے صاف معنے یہ ہیں۔ کہ ہندوؤں نے بلدیہ لاہور پر حملہ کیا تھا۔ جس کے انتقام کے طور پر مسلمان ان کی کسی انسٹی ٹیوشن پر حملہ کرنا ضروری سمجھتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے پنجاب یونی ورسٹی کی تحقیقات کے لئے کمیٹی مقرر کرنے کا ریزولیوشن منظور کرالیا۔ اور اس طرح بدلہ لے لیا:۔

ایک پبلک انسٹی ٹیوشن کے انتظام کی تحقیقات کے لئے پبلک نمائندگان کے فیصلہ کو فرقہ پرستی کا رنگ دینا تو ہندوؤں کی زہر آلود ذہنیت کا کرشمہ ہے۔ لیکن اس سے اتنا تو ثابت ہوگیا۔ کہ ہندو اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ پنجاب یونی ورسٹی ایک ہندو انسٹی ٹیوشن کی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس پر حملہ کرکے ہندوؤں پر حملہ کا منشا پُورا کیا جاسکتا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی کے متعلق جو کچھ ہونا شروع ہُوا ہے۔ وُہ خالص اصلاحی جذبہ کے ماتحت ہے۔ اس لئے ہندو اخباروں کو چاہیئے۔ خواہ مخواہ فرقہ وارانہ رنگ دیکر اس مفید کام کو خراب کرنے کی کوشش نہ کریں:۔

احمدیت کے متعلق مضمون

جماعت احمدیہ اغیار کی نگاہوں میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب مقام ماموریت پر کھڑے ہوئے تو دنیا آپ کی مخالفت پر کمربستہ ہو گئی۔ اور وہ ہر لمحہ یہ آرزو رکھنے لگی۔ کہ کسی طرح اس نئے پودہ کو کچل ڈالے۔ مگر اسلئے کہ اس باغ کا مالک کوئی انسان نہ تھا۔ بلکہ وہ خدا تھا۔ جو ہمیشہ اپنے پیاروں کی محافظت کرتا چلا آیا ہے۔ معاندین کی تمام مخالفانہ سرگرمیاں رائگاں گئیں اور انہوں نے بچشم خود دیکھا کہ وہی قادیان جسے کوئی بھی نہ جانتا تھا جس کی حیثیت ایک گاؤں سے بڑھ کر نہ تھی۔ جس کے اندر جاذبیت اور دلکشی کا کوئی سامان نہ تھا جس کی غیر معروفی کا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح نقشہ کھینچا ہے ؎

میں تھا غریب و بیکس و گمنام و بے ہنر ٭ کوئی نہ جانتا تھا کہ ہے قادیاں کدھر

وہی قادیان عوام و خواص کا مرجع ہو گیا۔ اور آج یہ دن ہے کہ ہندوستان کے علاوہ غیر ممالک میں بھی اس کا نام نہایت عزت کے ساتھ مشہور ہے۔ اور محض تائید الٰہی سے یہ قصبہ اور جماعت احمدیہ کا نام اسقدر روشن ہو چکا ہے کہ چار و ناچار بعض اشد معاندین کو بھی اسکی اہمیت کا اعتراف کرنا پڑا ہے اور چونکہ ایسی تحریرات سلسلہ کے ساتھ تائید و نصرت الٰہی کا ثبوت اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کا نشان ہیں۔ اس لئے ان میں سے بعض درج ذیل کی جاتی ہیں۔

آریہ گزٹ کی رائے

آریہ گزٹ ۱۹ مئی ۲۶ء لکھتا ہے۔

"قادیان ضلع گورداسپور میں ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ جس کے برابر اور جس سے بڑے اور بہت سے قصبے موجود ہیں۔ مگر باہر انہیں کوئی نہیں جانتا لیکن قادیان ایک اس قسم کا قصبہ ہے جو آج نہ صرف اپنے علاقہ میں نہ صرف پنجاب میں نہ صرف ہندوستان میں بلکہ غیر ممالک میں بھی مشہور ہو چکا ہے۔ اور اس کی اہمیت و فضیلت بہت سے پُرشان اور بارونق شہروں اور دارالخلافوں سے بھی بڑھ چکی ہے × × × آج ہم دیکھتے ہیں۔ کہ وہ قادیان جسے آج سے پچاس سال قبل کوئی نہیں جانتا تھا۔ اب مذہبی لوگوں کی خاص توجہ کا مرکز بنا ہوا ہے۔" دراصل یہی ترقی احمدیت کی صداقت کا ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ اولم یروا انا نأتی الارض ننقصہا من اطرافہا افہم الغالبون ؀ کیا یہ مخالفین نہیں دیکھتے۔ کہ ہم اطراف عالم سے لوگوں کو کھینچتے ہوئے اس سلسلہ میں داخل کر رہے ہیں۔ اور وہ دن بدن کم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ پس عالمگیر مخالفت کے باوجود دنیا میں کسی سلسلے کا پھیل جانا اور مخالف حالات کے ہوتے ہوئے اس کا غیر معمولی کامیابی حاصل کر لینا اسبات کا یقینی ثبوت ہوتا ہے کہ وہ الٰہی سلسلہ ہے۔ اور اسکی مخالفت کرنیوالے نہایت ہلاکت کے رستہ پر گامزن۔

آریہ اخبار تیج کی رائے

اخبار "تیج" نے ایکدفعہ ہماری جماعت کی اس غیر معمولی ترقی کا جو مخالف حالات میں ہمیں حاصل ہوئی۔ ان الفاظ میں ذکر کیا تھا۔ کہ "آج سے تیس چالیس سال پیچھے ہٹ جائیے۔ جبکہ یہ جماعت اپنی ابتدائی حالت میں تھی۔ اور دیکھئے اس زمانہ میں ہندو اور مسلمان دونوں اس جماعت کو حقیر اور بے حقیقت سمجھتے تھے۔ ہندو تو ایک طرف رہے۔ خود مسلمانوں نے ہمیشہ اس کا مذاق اڑایا۔ اور اس پر لعنت و ملامت کے تیر برسائے۔ اس جماعت نے اپنی ابتدائی حالت میں جن جن کاموں کو کرنیکا بیڑا اٹھایا تھا۔ آج ان میں سے اکثر انجام کو پہنچ چکے ہیں۔ اس زمانہ میں جب احمدیوں نے ان کاموں کی ابتدا کی تھی۔ ان کو پاگل سمجھا جاتا تھا۔ اور انکی حماقت پر ہنسی اڑائی جاتی تھی۔ مگر واقعات یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ ان پر ہنسی اڑانے والے خود بے عقل اور احمق تھے۔" (۲۵ جولائی ۲۶ء)

اخبار تنظیم کی رائے

اخبار تنظیم نے بھی لکھا تھا۔ "آج سے چند روز پہلے احمدیہ جماعت مذہبی مجلسوں میں دل لگی اور مضحکہ و تفریح سے زیادہ اہم نہ تھی۔ مگر آج وقت وہ ایک عظیم الشان امت ہے۔ اگرچہ اسکے افراد کی تعداد کم ہے لیکن اسکے عمل و ایثار کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ جو کام پراگندہ حال مسلمانوں کے کروڑوں افراد نہ کر سکے اس پر یہ منظم جماعت بسہولت قادر ہے × × افسوس ہندوستان میں صرف مسیحی نظام تبلیغ کو احمدیہ نظام تبلیغ کے مقابل کھڑا کیا جا سکتا ہے لیکن جہاں تک ولولہ جوش اور ایثار و فدائیت اور اطاعت و تنظیم کا تعلق ہے ہندوستانی عیسائیوں کی جماعت احمدیہ جماعت کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتی۔ قادیانی جماعت کا نظام ایک مضبوط سے مضبوط گورنمنٹ کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ اور اس کے ہر شعبہ میں اس قدر باقاعدگی اور ضابطہ داری اور اصول پرستی موجود ہے جس قدر کہ کسی منظم گورنمنٹ کے محکمہ میں ہو کرتی ہے۔" (۲۸ دسمبر ۲۶ء)

معاصر مشرق کی رائے

اخبار "مشرق" رقمطراز ہے:۔

"اس وقت ہندوستان میں جتنے فرقے مسلمانوں میں ہیں۔ سب کسی نہ کسی وجہ سے انگریزوں یا ہندوؤں یا دوسری قوموں سے مرعوب ہو رہے ہیں۔ صرف ایک احمدی جماعت ہے۔ جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح کسی فرد یا جمعیت سے مرعوب نہیں ہے۔ اور خاص اسلامی کام سرانجام دے رہی ہے۔" (۲۲ ستمبر ۲۷ء)

شیعہ معاصر در نجف کی رائے

اخبار "در نجف" نے تو یہاں تک لکھ دیا تھا۔ کہ

"جماعت مذکورہ یعنی (احمدیہ جماعت) کی خالص اسلامی خدمت کا اعتراف نہ کرنا پرلے درجہ کی بے حیائی ہے۔"

(۱۸ اکتوبر ۲۷ء)

یہ وہ شہادتیں ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کا قائم کردہ سلسلہ ہے۔ کیونکہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نعوذ باللہ جھوٹے تھے۔ تو آپ کے پیرووں میں اس قدر اخلاص للٰہیت اور فدائیت پیدا نہ ہو سکتی۔ جس کا اعتراف مخالفین کو بھی کرنا پڑتا ہے۔

مسلمانوں کے دشمنوں کا مقابلہ

جماعت احمدیہ کی تاریخ گواہ ہے۔ کہ مسلمانوں کی مخالفت کے باوجود جب بھی ان پر کوئی مصیبت آئی۔ سب سے پہلی جماعت جو اس موقعہ پر سینہ سپر ہوئی۔ جس نے دشمنوں کے تیر اپنے سینوں پر کھائے جس نے میدان مقابلہ سے کبھی منہ نہ موڑا۔ اور جس نے ہمیشہ اپنے دشمنوں کو چاروں شانے چت گرایا۔ وہ احمدیہ جماعت ہی ہے۔

اشد ترین معاند اخبار زمیندار کا اعتراف

فتنہ ارتداد کے موقعہ پر ہماری جماعت نے جس خلوص سے کام کیا۔ اس کا ثبوت اس سے ملتا ہے۔ کہ "زمیندار" ایسے اخبار نے جو احمدیت کا بدترین دشمن ہے۔ یہ لکھا۔

"قادیانی احمدی اعلیٰ ایثار کا اظہار کر رہے ہیں۔ ان کا قریباً ایک سو مبلغ امیر وفد کی سرکردگی میں مختلف دیہات میں موجود ہے۔ ان لوگوں نے نمایاں کام کیا ہے۔ جملہ مبلغین بغیر تنخواہ یا سفر خرچ کے کام کر رہے ہیں۔ ہم گو احمدی نہیں۔ لیکن احمدیوں کے اعلیٰ کام کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جس اعلیٰ ایثار کا ثبوت جماعت احمدیہ نے دیا ہے۔ اس کا نمونہ سوائے متقدمین کے مشکل سے ملتا ہے۔ ان کا ہر مبلغ غریب ہو یا امیر بغیر مصارف سفر و طعام حاصل کئے میدان عمل میں گامزن ہے۔ شدت کی گرمی اور لوؤں میں وہ اپنے امیر کی اطاعت میں کام کر رہے ہیں۔" (۲۹ جون ۲۳ء)

اسی طرح لکھا:۔

"مسلمانان جماعت احمدیہ اسلام کی انمول خدمت کر رہے ہیں۔ جو ایثار اور کمربستگی۔ نیک نیتی اور توکل علی اللہ ان کی جانب سے ظہور میں آیا ہے۔ وہ اگر ہندوستان کے موجودہ زمانہ میں بے مثال نہیں۔ تو بے انداز عزت اور قدردانی کے قابل ضرور ہے جہاں ہمارے مشہور پیر اور سجادہ نشین حضرات بے حس و حرکت پڑے ہیں۔ اس اولوالعزم جماعت نے عظیم الشان خدمت کر کے دکھا دی ہے۔"

(زمیندار ۲۴ جون ۱۹۲۳ء)

اخبار "مشرق" نے بھی جماعت احمدیہ کی اس خوبی کا ان الفاظ میں اعتراف کیا۔ کہ

"جماعت احمدیہ جس ایثار اور درد سے تبلیغ واشاعت اسلام کی کوشش کرتی ہے۔ وہ اس زمانہ میں دوسری جماعتوں میں نظر نہیں آتی" (۱۵ر مارچ ۱۹۲۳ء)

غرض الفضل ما شهدت به الاعداء کی مثل کے مطابق جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات سے معاندین تک رطب اللسان ہیں۔ اور وہ یہ کہنے پر مجبور ہیں۔ کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے سوا اس کا کہیں نمونہ نہیں ملتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تربیّت کا اثر

دنیا اس اصل سے کسی طرح انکار نہیں کر سکتی۔ کہ ایک ڈاکو کا تربیت یافتہ گروہ ہمیشہ ڈکیتی ہی کریگا۔ اور ایک چور کے پاس رہنے والے چوری کا ہنر ہی سیکھیں گے۔ یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ کہ ڈاکو یا چور یا ایک فریبی انسان اپنی صحبت سے لوگوں کو ولی اللہ۔ پارسا اور خدا نما وجود بنا دے۔ اگر یہ اصل صحیح ہے۔ تو اسی اصل کے مطابق دیکھنا چاہیئے۔ اگر نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کاذب اور مفتری تھے اور اگر آپ خدا کے حضور راستباز نہ تھے۔ تو یہ کیونکر ہو گیا کہ آپ نے جو جماعت تیار کی اور جن لوگوں کی تربیت فرمائی وہ بجائے جھوٹے اور فریبی ہونے کے اسلام کے سچے خادم رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کامل متبع اور امت محمدیہ کے بہترین افراد بن گئے۔ درخت ہمیشہ اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام نے بھی فرمایا۔

"اچھا درخت اچھا پھل لاتا ہے۔ اور بُرا درخت بُرا پھل لاتا ہے۔ جو درخت اچھا پھل نہیں لاتا۔ وہ کاٹا اور آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ پس ان کے پھلوں سے تم انہیں پہچان لوگے"

اس اصل کے ماتحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت ثابت ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ کے اعمال اپنے آقا کی پاکیزگی پر شاہد ہیں۔ غور فرمائیں جس آقا کے ادنےٰ ترین غلام اس حد تک دینی محبت سے مخمور ہوں۔ کہ اشد ترین معاند تک ان کے اخلاص کی تعریف کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ ان کا آقا کس عظمت شان کا مالک ہو گا۔

پس دشمنوں کی یہ شہادت صداقتِ احمدیت کا زبردست ثبوت ہیں کیونکہ انسان اگر اس حالت پر غور کرے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوئے ماموریت فرمایا۔ اور پھر دنیا کی مخالفت پر نگاہ دوڑائے اور دیکھے کہ کس طرح آپ کو عظیم الشان کامیابی حاصل ہوئی۔ تو ہر شخص کے دل میں بلا تامل یہ خیال راسخ ہو جائیگا کہ یہ عظیم الشان تائید سلسلہ کی عظمت اور جماعت احمدیہ کا غلبہ صداقتِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زبردست دلیل ہے کیونکہ جھوٹا کبھی بار آور نہیں ہوتا۔ اور نہ مفتری اتنی ترقی کر سکتا ہے۔ بلکہ خدا کا ازلی سے

بعثتِ انبیاء کے مقاصد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت

مسلمانوں کی بد قسمتی

بد قسمتی سے موجودہ زمانہ کے مسلمانوں میں امور دینیہ سے ناواقفیت کی وجہ سے جہاں دیگر بہت سی ایسی باتیں پیدا ہو چکی ہیں جو شریعت اسلامی کے صریح مغائر ہیں۔ وہاں ان کے عقائد میں بھی بعض غلط باتیں شامل ہو گئی ہیں چنانچہ نبوت کا مسئلہ بھی ایسے ہی اہم اختلافی مسائل میں سے ہے۔ جو ہمارے اور مخالفین کے درمیان ما بہ النزاع ہے ؛

ختم نبوّت کا عقیدہ

مسلمان یہ عقیدہ رکھتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔ بنا بریں جب صدی چہاردہم میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعوئے نبوت فرمایا۔ تو علماء کہلانیوالے آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور انہوں نے آپ پر تکفیر کے فتاوے لگا کر اپنی جبلی عداوت کا ثبوت بہم پہنچایا ؛

اس عقیدہ کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا۔ مگر ایک طریق جس کے ماتحت اجرائے نبوت کا مسئلہ سمجھنا کچھ بھی مشکل نہیں رہتا۔ یہ ہے۔ کہ دیکھا جائے انبیاء کے آنیکی ضرورت کیا ہوتی ہے۔ اور کیا وہ ضرورتیں موجودہ زمانہ میں پائی جاتی ہیں۔ یا نہیں۔ اگر ہمیں موجودہ زمانہ میں کوئی ایسی ضرورت نہ دکھائی دے جو کسی نبی کے آنے کی مستقضی ہو تو لازماً ہمیں کسی نبی کی ضرورت نہیں ہو سکتی کیونکہ طبیب کی اسی وقت ضرورت ہوگی۔ جب بیماری ہو۔ اگر دکھ نہیں تو یقیناً دوا کی بھی احتیاج نہیں ہو سکتی۔ لیکن اگر زمانہ پکار پکار کر کہہ رہا ہو۔ کہ کسی نبی اور رسول کے آنے کی اشد ضرورت ہے۔ تو باب نبوت کو ہمیشہ مسدود ٹھہرانا گویا بالفاظ دیگر اللہ تعالیٰ پر یہ اعتراض قائم کرنا ہوگا۔ کہ اس نے ضرورت تو رکھی۔ مگر اس کا علاج پیدا نہیں کیا۔ جو اسکی شان حکیمانہ کے خلاف عقیدہ ہوگا۔

انبیاء کے آنے کی پہلی غرض

انبیاء کے آنے کی بہت سی ضرورتیں ہوا کرتی ہیں۔ منجملہ انکے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس لئے اپنے نبی بھیجا کرتا ہے۔ تا وہ علماء زمانہ کے غلط استدلالات اور ان کی خلاف شرع پھیلائی ہوئی باتوں کا ازالہ کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قد جاءكم رسولنا يبين لكم كثيرا مما كنتم تخفون من الكتاب ويعفوا عن كثير (مائدہ ع ۳) ہمارا یہ رسول اہل کتاب کی بہت سی ان باتوں کو ظاہر کرتا ہے۔ جن کو وہ چھپایا کرتے تھے۔ گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت مبارکہ کی ایک غرض یہ بھی تھی۔ کہ آپ اہل کتاب کی مخفی باتوں کو ظاہر کریں۔ اور ان صحیح عقائد کا دنیا میں اظہار کریں۔ جنکو وہ چھپا کر تے تھے

علماء کی غلط تفاسیر

اس نظریہ کے ماتحت اگر غور کیا جائے۔ اور موجودہ زمانہ کے علماء کو دیکھا جائے۔ تو صاف طور پر دکھائی دیگا کہ علماء کہلانیوالے قرآن مجید کی غلط تفاسیر کرکے لوگوں کو گمراہ کر رہے تھے۔ ان کے زعم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردے زندہ کیا کرتے تھے بے جان پرندوں میں جان ڈال دیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا نے انہیں آسمان پر اپنے داہنے ہاتھ بٹھا رکھا ہے یہی مسلمان قرآن مجید میں ناسخ ومنسوخ کے قائل تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ سینکڑوں آیات ایسی ہیں جن پر آج عمل کرنے کی ضرورت نہیں یہی علماء کہا کرتے تھے کہ قرآن سے بعض انبیاء کا گنہگار ہونا ثابت ہے۔ ان کی تفاسیر ایسی باتوں سے بھری پڑی تھیں۔ جن میں حضرت آدمؑ حضرت نوحؑ حضرت ابراہیمؑ حضرت سلیمان حضرت داودؑ اور حضرت موسیٰؑ علیہم السلام پر خطرناک الزامات عائد ہوتے تھے مگر یہ لوگ جو دین اسلام کے محافظ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گدی نشین کہلاتے تھے۔ ان باتوں کو اسلام کا جزو قرار دیکر قرآن مجید کو بدنام کرتے تھے۔ اور دنیا پر ثابت کر رہے تھے۔ کہ اسلام کو معقولیت اور عمدہ فکر سے کوئی تعلق نہیں پس ضرورت تھی۔ کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نبی آ کر ان تمام غلطیوں کا ازالہ کرے ؛

روحانی حیات کی ضرورت

نبی کے آنے کی ایک اور ضرورت اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یہ بیان فرماتا ہے۔ کہ نبی اس وقت آتا ہے۔ جب دنیا روحانی لحاظ سے بالکل مردہ ہو جاتی ہے۔ خدا پر یقین اور توکل نہیں رہتا۔ اس کی صفات سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ اس کے قرب کی تمنا جاتی رہتی ہے۔ گویا جب بالکل دلوں پر مردنی چھا جاتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ اپنے آسمانی پانی کا انہیں چھینٹا دیتا ہے۔ جس سے وہ تر و تازہ اور سر سبز و شاداب ہو جاتے ہیں۔ فرمایا۔ يا ايها الذين آمنوا استجيبوا لله وللرسول اذا دعاكم لما يحييكم (انفال ع ۳) اے لوگو! اللہ اور اس رسول کی آواز پر لبیک کہو۔ کیونکہ اس کے دامن پاک سے وابستہ ہونیکا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ تم زندہ ہو جاؤ گے۔ اس حقیقت کے پیش نظر بھی اگر حالات زمانہ پر غور کیا جائے۔ تو صاف طور پر ایک مزکی اور معلم روحانی کی ضرورت ثابت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس زمانہ میں آئے جب بہت لوگ اللہ تعالیٰ کی ہستی کے منکر تھے۔ جب دہریت نیچریت اور الحاد کا دور دورہ تھا۔ آپ کے آنے سے پہلے مسلمان دعاؤں سے غافل ہو چکے تھے

اگر شاذ و نادر کبھی نماز بھی پڑھتے تھے۔ تو اس میں خشوع و خضوع اور سوز و گداز مفقود ہوتا۔ بیشک خدا کو مانتے تھے۔ مگر خدا پر ایمان ان کی زندگی میں کوئی تغیر پیدا نہیں کرتا تھا۔ ان حالات میں ضرورت تھی کہ ایک شخص آئے۔ جو دنیا کے سامنے اپنا نمونہ پیش کرکے انہیں اللہ تعالیٰ کے قرب میں بڑھائے؟

لوگوں کو نمونہ کی احتیاج

انبیاء کے آنے کی ایک اور ضرورت قرآن مجید نے نمونہ قرار دیا ہے۔ یہ ایک طبعی امر ہے۔ کہ اگر ایک لمبے عرصہ تک انسان کسی چیز کو نہ دیکھے تو اس کا نقش دل سے مٹنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور ضرورت ہوتی ہے۔ کہ پھر ایک دفعہ وہ سامنے آئے۔ اور اس کی یاد دل میں تازہ ہو۔ یہی حال نبوت کا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نبی جب دنیا میں آتا ہے۔ تو وہ لوگ جو اس کے دامن سے وابستہ ہوتے ہیں۔ اپنے اندر عظیم الشان تغیر پیدا کرتے ہیں۔ اور اس کی ہر نقل و حرکت کو اپنے لئے اسوہ اور نمونہ قرار دیتے ہیں۔ لیکن جب لمبا زمانہ گزر جاتا ہے۔ تو لوگوں کو چونکہ نمونہ نظر نہیں آتا۔ اس لئے ان کی عملی قوتیں سست ہو جاتی ہیں۔ اور رفتہ رفتہ وہ خطرناک گناہوں تک پہنچ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ تمہارے لئے اس رسول میں نمونہ موجود ہے۔ اسکو دیکھ کر اس کے نقش قدم کا اتباع کرو۔ اگر ایسا کروگے تو کامیاب ہو جاوگے۔ اس کے ماتحت بھی مسلمان ضرورت سے انکار نہیں کر سکتے کیونکہ انسان نمونے کا محتاج ہے۔ اگر نبی کا انکار ہو۔ تو گویا نمونے کا ہی انکار کرنا پڑیگا حالانکہ انبیاء نمونہ کے لئے ہی آتے ہیں؟

ادیان باطلہ پر غلبہ

نبی کے آنے کی ایک اور ضرورت یہ ہوتی ہے کہ اس کے زمانہ میں ادیان باطلہ اپنے پورے زور پر ہوتے ہیں۔ کفر اپنی پوری طاقتوں کے ساتھ ایمان پر حملہ آور ہوتا ہے۔ اور شیطان اپنے تمام ہتھیاروں سے مسلح ہو کر برسر پیکار ہوتا ہے۔ اس وقت غلبہ علی الادیان کے لئے ایک نبی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ۔ ہمارا رسول اس لئے آیا ہے کہ تمام ادیان پر اسلام کو کامل طور پر غالب کرے۔ اس آیت کی تفسیر میں بالعموم مفسرین لکھتے ہیں کہ اس کا پورا ظہور مسیح موعود کے وقت میں ہوگا۔ حدیث میں بھی آتا ہے یھلک اللہ فی زمانہ الملل کلھا الا الاسلام۔ اللہ تعالیٰ مسیح موعود کے زمانہ میں تمام ادیان باطلہ کا زور کچل دیگا اور اسلام کو غالب اور برتر کریگا؟

آج زمانہ کی کیا حالت ہے؟

زمانہ کی حالت دیکھیں۔ اور غور کریں۔ کہ کیا یہ ضرورت پائی جاتی ہے یا نہیں۔ آج کونسی قوم ہے جو اسلام پر حملہ آور نہیں۔ اور کون مذہب ہے جو مسلمانوں کو مٹانا نہیں چاہتا۔ اگر آج سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کی یہ سنت رہی ہے۔ کہ وہ ادیان باطلہ کو مغلوب کرنے کے لئے اپنے نبی بھیجتا رہا ہے۔ تو موجودہ زمانہ میں جبکہ اس کی ضرورت نہایت سختی سے محسوس کی جا رہی ہے۔ کیوں کسی نبی کے آنے سے انکار کیا جا سکتا ہے؟

تمدن اسلام

اسلام اور جزیہ

اسلام پر اعتراضات

اسلام پر اپنی کوتاہ فہمی اور نا واقفیت کی وجہ سے جہاں اور بہت سے اعتراض کئے جاتے ہیں۔ وہاں ایک یہ اعتراض بھی ہوتا ہے۔ کہ اسلام میں جو غیر مسلم اقوام پر جزیہ مقرر کیا جاتا تھا۔ یہ ظلم تھا۔ اور غیر مسلم اقوام کو حلقہ اسلام میں لانے کا ایک ذریعہ۔ تا وہ اس سے ڈر کر اسلام قبول کرلیں لیکن یہ اعتراض سراسر عناد اور تعصب پر مبنی ہے۔

جزیہ کیا ہے

جزیہ کے معنی "بدلہ" کے ہیں۔ اور یہ محض ایک ٹیکس تھا جس کے بدلہ میں ان کی جان و مال کی حفاظت کی جاتی تھی۔ ملک کی حفاظت اور امن عامہ کو قائم رکھنے کے لئے مسلمان اپنی جانوں کو خطرہ میں ڈالتے اور میدان جنگ میں جاتے۔ ہر قسم کی فوجی خدمات بجا لاتے تھے۔ مگر غیر مسلموں سے اس کے عوض میں صرف ایک قلیل رقم بطور ٹیکس لیجاتی اور فوجی خدمات سے انکو آزاد رکھا جاتا۔ ہر شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان دونوں باتوں سے کونسی بات آسان ہے؟ فوجی خدمات اور جنگ میں جاکر اپنی جان کو خطرہ میں ڈالنا یا اس کے عوض معمولی سی رقم ادا کر دینا؟ اگر غور کیا جائے۔ تو جزیہ کا فائدہ خود اس کے دینے والوں کو ہی پہنچتا تھا۔ کیونکہ ایک قلیل رقم دیکر جنگوں اور فوج کی صعوبتوں سے وہ بچ جاتے تھے۔

جزیہ کا مصرف

یہ ٹیکس صرف ملکی مفاد اور سیاسی اغراض کے لئے وصول کیا جاتا تھا۔ اور دینی اغراض اور مذہب کا اس سے کوئی تعلق نہ تھا۔ بلکہ اس کے لئے مسلمانوں سے الگ زکوۃ وصول کی جاتی تھی۔ پس اگر انصاف سے دیکھا جاوے۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ جزیہ غیر اقوام پر ظلم نہ تھا بلکہ احسان تھا۔ اور یہ اسلام اور بانیٔ اسلام کی دیانت کا اعلیٰ ثبوت تھا۔

جزیہ کی شرح

جزیہ کی شرح کوئی مقرر نہ تھی۔ بلکہ ہر زمانہ اور ہر قوم کے حالات کے ماتحت وصول کیا جاتا تھا۔ چنانچہ نجران کے عیسائیوں پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مجموعی طور پر دو ہزار چادریں اور بعض دیگر اشیاء مقرر فرمائی تھیں۔ مگر اس کے مقابل یمن والوں پر فی کس ایک دینار مقرر کیا تھا۔

جزیہ صرف حفاظت کا معاوضہ ہے

اس بات کا ثبوت کہ جزیہ صرف ایک بدلہ تھا۔ جو غیر مسلم اقوام کی حفاظت جان و مال کے عوض لیا جاتا تھا۔ اس سے ہو سکتا ہے۔ کہ جب ابو موسیٰ اشعریؓ نے فتوحات شام میں جنبور کو فتح کیا تو "صالحہ اھلھا علیٰ ان اقروا بالجزیۃ والخراج وسألوا الامان علی انفسھم واموالھم واولادھم فاجابھم الی ذالک" (تاریخ فتوح البلدان بلاذری ص ۱۳۱)

کہ اسکے اہل نے جزیہ دینا منظور کیا۔ اس شرط پر کہ مسلمان ان کی جانوں مالوں اور اولادوں کو امن میں کردیں گے۔ اور حفاظت کرینگے۔ تو مسلمانوں نے اسکو قبول کیا۔ اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ جزیہ صرف انکی حفاظت اور نگرانی کیلئے لیا جاتا تھا۔

جزیہ یا فوجی خدمت

پھر اس بات کا مزید ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ اسوقت بعض اقوام ایسی بھی تھیں۔ جنہوں نے جزیہ نہ دیا۔ بلکہ فوجی خدمات میں حصہ لینا منظور کیا۔ چنانچہ فتوحات شام میں جب انطاکیہ وغیرہ فتح ہو چکا۔ تو اہل جرجومہ نے جزیہ دینے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ ہم مسلمانوں کے دوش بدوش دشمنوں سے لڑائی کرینگے۔ تو مسلمانوں نے اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ اور اس پر صلح ہو گئی۔ فتوحات ایران میں بھی دو جگہ ایسا ہی معاہدہ ہوا۔ ایک جرجان کے رئیس سے اور ایک باب کے رئیس سے۔ ان دونوں نے بھی جزیہ نہ دیا۔ بلکہ فوجی امداد دینی منظور کی۔

جزیہ کی وصولی میں انتہائی احتیاط

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب شام فتح ہوا تو معاہدہ کے رو سے مسلمانوں نے عیسائی آبادی سے جزیہ وصول کیا۔ لیکن اس کے تھوڑے عرصہ بعد رومی سلطنت کی طرف سے پھر جنگ کا اندیشہ پیدا ہو گیا۔ تو شام کے امیر حضرت ابو عبیدہؓ نے تمام وصول شدہ ٹیکس عیسائی آبادی کو یہ کہکر واپس کر دیا۔ کہ جب جنگ کی وجہ سے ہم تمہارے حقوق ادا نہیں کر سکتے۔ تو ہمارے لئے جائز نہیں۔ کہ یہ ٹیکس اپنے پاس رکھیں۔ مسلمانوں کی اس انصاف پسندی کا عیسائیوں پر خاص اثر ہوا۔ غرض ان تمام واقعات سے ثابت ہے۔ کہ جزیہ کوئی ظلم نہ تھا۔ بلکہ یہ ایک بدلہ تھا۔ جو غیر مسلموں کی حفاظتِ جان و مال کے عوض لیا جاتا تھا۔

جزیہ کی وصولی میں نرمی

پھر جزیہ میں بہت سی سہولتیں اور رعائتیں رکھی ہوئی تھیں۔ بوڑھے معمر۔ عورتیں۔ بچے۔ نابینا۔ غرباء۔ مساکین اور معذور لوگ اس سے مستثنےٰ تھے۔ اور ان سے جزیہ نہیں لیا جاتا تھا۔ بلکہ ان کی امداد کی جاتی تھی۔ جزیہ کے وصول کرنیوالوں کو تاکیدی حکم تھا۔ کہ کوئی سختی نہ کریں۔ اور جزیہ دینے والوں کو اختیار تھا۔ کہ خواہ وہ نقدی ادا کریں۔ یا اتنی قیمت کی کوئی اور چیز اسکے عوض میں دیدیں۔ ایسے ہی اگر کوئی شخص مر جاتا۔ اور اس پر جزیہ ہوتا تو وہ معاف کر دیا جاتا۔ اگر کوئی نادار ہو جاتا تو اس سے بھی جزیہ معاف کیا جاتا۔ چنانچہ روایت ہے۔ کہ ایکدفعہ حضرت عمرؓ ایک ایسی جگہ سے گزرے جہاں بعض غیر مسلموں سے جزیہ وصول کرنے میں کچھ سختی کی جا رہی تھی۔ یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ فوراً رک گئے۔ اور غصہ میں فرمایا۔ کیا معاملہ ہے۔ اور جب آپکو بتایا گیا۔ کہ یہ لوگ جزیہ ادا نہیں کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ ہمیں اس کی طاقت نہیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ انکو چھوڑ دو۔ اور ان پر وہ بوجھ مت ڈالو۔ جسکی وہ طاقت نہیں رکھتے۔ (ابوداؤد کتاب الخراج فصل فی من یجب علیہ الجزیۃ)

بعض اوقات جزیہ معاف ہی نہ کیا جاتا بلکہ امداد بھی کی جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے ایک بوڑھے یہودی کو دیکھا کہ وہ بھیک مانگ رہا ہے۔ آپ نے پوچھا۔ کیا ماجرا ہے۔ اس نے جواب دیا۔ کہ بوڑھا ہو گیا ہوں۔ نظر کمزور ہے۔ کام ہو نہیں سکتا۔ اور جزیہ کی رقم بھی ابھی مجھ پر لگی ہوئی ہے۔ یہ سنکر حضرت عمرؓ بے چین ہو گئے۔ فوراً اسے اپنے ساتھ لیا۔ اور اپنے گھر لاکر مناسب امداد دی۔ پھر بیت المال کے افسر کو بلا کر کہا یہ کیا بے انصافی ہے۔ کہ ایسے لوگوں پر جزیہ لگایا جاتا ہے۔ ہمیں تو حکم ہے۔ کہ ہم غرباء کی امداد کریں۔ نہ کہ الٹا ان پر ٹیکس لگا دیں۔ اس کے بعد ایک عام حکم جاری فرمایا۔ کہ ایسے لوگوں پر جزیہ نہ لگایا جائے۔ بلکہ اس قسم کے مستحق لوگوں کو بیت المال سے وظیفہ دیا جائے۔ غرض جزیہ ظلم نہ تھا۔ بلکہ احسان تھا۔ اور ایک بدلہ تھا جو غیر مسلم اقوام سے انکی حفاظتِ جان و مال کے عوض لیا جاتا تھا ویس۔

(خاکسار ملک محمد عبد اللہ مولوی فاضل جامعہ احمدیہ قادیان)

بھٹیاں میں عظیم الشان جلسہ

مولوی ثناء اللہ صاحب کا چیلنج دیکر مناظرہ سے فرار اور سید محمد شریف صاحب امیر اہلحدیث کا مباہلے سے انکار

بھٹیاں میں ایک مولوی محمد ابراہیم صاحب ہیں جو علاقہ بیٹ میں احمدیت کا استحکام دیکھتے ہوئے۔ تقریباً عرصہ چھ ماہ سے اس کوشش میں تھے۔ کہ کسی طرح بھٹیاں میں ایک ایسا جلسہ کریں جس میں چوٹی کے مولوی بلاکر بیٹ والوں کو راہ ہدایت سے روک دیا جائے۔ یہ تجویز سوچتے ہی انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے نام مباحثہ کے چیلنج یکے بعد دیگرے روانہ کرنے شروع کئے جن کو نظارت دعوت و تبلیغ نے نہایت مسرت سے منظور کیا۔ آخر خدا خدا کر کے مولوی صاحب نے اس چیلنج کے طفیل آٹا دانہ دال دنیا سال بھر کے لئے جمع کر کے ۲۸، ۲۹، ۳۰ نومبر کو جلسہ کا اعلان کر دیا جب ہے ۲۷ نومبر کو پہنچا۔ ایک دن کے نوٹس پر اردگرد کے دیہات کے انصار اللہ اور احباب جماعت احمدیہ مشہور شاعر عرب کے قول کے مطابق ؎

قوم اذا الشر ابدیٰ ناجذیہ لہم
طاروا الیہ زرافات ووحدانا

جوق در جوق پہنچ گئے۔ کوئی آٹے کی بوریاں لادے ہے۔ کوئی بکریوں کے گڈے اور کوئی ذبحہ کے لئے بکرے پیش کر رہا ہے۔ اور چشم زدن میں اتنا چندہ جمع ہو گیا۔ کہ اپنوں اور غیروں نے تین دن سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اور لنگر خانہ جیسا اپنا سامان رسد لایا تھا۔ ویسے کا ویسا واپس لے گیا ؏

غیر احمدی مولوی اور ان کے ساتھیوں نے از حد کوشش کی۔ کہ ہمیں موضع بھٹیاں میں ٹھہرنے کے لئے کوئی جگہ نہ مل سکے۔ اور یہاں تک زور لگایا۔ کہ گاؤں کی مشترکہ جگہ میں بھی ہم خیمہ زن نہ ہوں۔ آخر ایک سکھ دوست دیوان سنگھ صاحب اور آپ کے خاندان نے نہایت جرأت و شرافت سے کام لیتے ہوئے اپنی زمین میں جو میدان دشمن کے عین مقابلہ پر تھی خیمے لگانے کی اجازت دیدی۔ اور ۲۸ تاریخ کو شام تک ہمارے خیمے اور چھولداریاں نہایت شان و شوکت کے ساتھ نصب کر دی گئیں۔ بی لفین کی بری نیتوں کو بھانپ کر قرارگاہ کے اردگرد پہرہ لگ گئے۔ جو ساری رات سردی اور نیند کی پرواہ نہ کرتے ہوئے سپاہیانہ روح کے ساتھ گشت لگاتے رہے۔

یہ نظارہ دیکھ کر غیر احمدی مولویوں نے ایک اور چال چلی۔ اور ہمیں وقت دینے سے قطعی انکار کر دیا اور کہدیا۔ کہ مناظرے کے لئے کوئی چیلنج وغیرہ نہیں دیا گیا۔ جس پر ناظر صاحب دعوت و تبلیغ نے مجسٹریٹ صاحب موقعہ دیوان موہن لال صاحب تحصیلدار کو توجہ دلائی۔ اور ان کے دعوتی اشتہارات اور خط و کتابت کے کاغذات دکھائے۔ اور مطالبہ کیا۔ اور بتلایا۔ کہ اگر آپ مناظرہ نہیں کریں گے۔ تو ان کو حق ہے۔ کہ وہ آپ کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں۔ کہ ان کا اس قدر نقصان کیا گیا ہے مجسٹریٹ صاحب کے سمجھانے پر اور ڈرانے پر آخر مولوی صاحبان نے کرم داد گھمونٹ بیاہ اور ۲۹ نومبر بوقت ظہر ختم ہونے پر ۱½ گھنٹہ مناظرہ منظور کر لیا۔ ہماری طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب فاضل اور ان کی طرف سے مولوی محمد یوسف صاحب دنیا نگری مناظر تھے۔ اس مناظرہ میں ان کی وہ گت بنی۔ کہ انہوں نے دوسرے مناظرہ سے انکار کر دیا۔ اور مولویوں کے درمیان عجیب کھلبلی مچ گئی۔ اور لگے ایک دوسرے کو کوسنے کہ ہم نے وقت دیکر خواہ مخواہ اپنے جلسہ کو خراب کیا۔ مگر علاقہ بیٹ کے جو لوگ تحقیق حق کے لئے آئے ہوئے تھے۔ شام کو وہ ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی خدمت میں پہنچے۔ اور کہا کہ دوسرے مسائل پر بھی مناظرہ ہو جائے۔ تو ہماری اس وقت کی کوفت دور ہو جائے گی۔ اور ہمیں اپنے وقت کی کچھ قیمت مل جائیگی۔ ناظر صاحب نے کہا۔ ہم آپ کی خاطر ایک ہفتہ تک بھی اپنا کیمپ نہیں اٹھائیں گے اپنے مولوی صاحبان پر جا کر زور ڈالو۔ کہ مرد میدان بنیں ؏

ان لوگوں نے جا کر انہیں دھمکایا۔ اور کہا۔ کہ تم لوگ صرف حرام خوری کے لئے آئے ہو۔ آئندہ ہم کبھی تمہارے جلسوں کے لئے ایک حبہ بھی نہ دیں گے۔ تم لوگوں نے دھوکہ دیکر سارے علاقہ سے چھ ماہ تک بھیک لگا لگا کر سامان جمع کیا ہے۔ یہ دشمن کے کیمپ میں دوسری کھلبلی تھی۔ جو دیکھنے اور سننے سے تعلق رکھتی تھی۔ آخر دوسرے دن مجبور ہو کر انہوں نے حیات و وفات مسیح اور صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر تین گھنٹے مناظرہ منظور کر لیا

بعض اہل بیٹ تحقیق حق کے لئے ہمارے کیمپ میں آئے ہوئے تھے۔ پہلے روز غیر احمدیوں کو ہماری طرف سے چیلنج دیا گیا تھا۔ کہ اگر کوئی ثابت کر دے۔ کہ خاتم النبیین کے معنے کمال کے نہیں۔ بلکہ بند کرنے والے کے ہیں۔ تو اسے ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ ان لوگوں نے کہا۔ کیا واقعہ میں آپ یہ انعام رکھتے ہیں۔ اس پر ہمارے جوان ہمت دوست حکیم محمد عمر صاحب آگے بڑھے۔ اور کہا۔ چلو لکھو۔ میں ایک ہزار روپیہ انعام دونگا چنانچہ ناظر صاحب دعوت و تبلیغ سے منظوری لی گئی۔ اور کاغذ لکھا گیا۔ اس کاغذ نے دشمن کے کیمپ میں ایک تیسری کھلبلی ڈالدی ؏

جب مناظرے کے لئے وقت پر ہم میدان میں پہنچے۔ تو مولوی صاحبان کو مناظرے سے گریز کی راہ مل گئی۔ اور کہا۔ کہ پہلے حکیم محمد عمر صاحب کے اس انعامی اعلان کے موجب مناظرہ ہو جائے۔ ہر چند ان کو ہمارے پریذیڈنٹ مولوی عبد السلام صاحب عمر صاحبزادہ حضرت خلیفۃ المسیح اول نے سمجھایا۔ کہ یہ معاہدہ کسی مناظرے کے لئے نہیں۔ بلکہ ایک مستقل معاہدہ ہے۔ کہ جو ثابت کر کے لائے۔ اس کو انعام دیا جائیگا۔ آپ الگ کاغذ پر اپنے دلائل لکھ کر لائیں۔ پھر کوئی حاکم فیصلہ کر دے۔ تو حکیم صاحب ہزار روپیہ دیدیں گے اس موٹی سی بات کو بھی مولوی صاحبان نہ سمجھ سکے۔ اور پون گھنٹہ اسی حیص بیص میں صرف کر دیا۔ ان کے اپنے آدمیوں نے بھی ان کو بہتیرا سمجھایا مگر مولوی صاحبان نے اپنی ضد نہ چھوڑی۔ آخر مجسٹریٹ صاحب نے جو نہایت زیرک اور شریف طبع انسان ہیں۔ الگ کر کے ان کو سمجھایا۔ کہ یہ ضد کرنا ان کی غلطی ہے۔ ان کے سمجھانے بجھانے پر مولوی صاحبان کی جھاگ دھیمی پڑی۔ اور مناظرہ شروع ہوا۔

ہماری طرف سے حافظ مولوی مبارک احمد صاحب مولوی فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ مناظر تھے۔ اور ان کی طرف سے حافظ احمد دین صاحب۔ اس مناظرے میں مخالف مناظر کی کیا کیفیت تھی۔ بیان کرتے ہوئے قلم شرماتا ہے۔ احمدی مناظر کی عالمانہ جرح و قدح سے جھنجلا کر مولوی احمد دین صاحب جو حافظ قرآن بھی کہلاتے ہیں فحش کلامی پر اتر آئے۔ اور اپنے دبر و قبل کا اس بے حیائی سے ذکر شروع کر دیا۔ کہ ان کو اتنی بھی حیا محسوس نہ ہوئی۔ کہ عورتیں چھتوں پر بیٹھی سن رہی ہیں۔ آخر مجسٹریٹ صاحب اور چوہدری رحمت علی صاحب تھانیدار علاقہ نے بے حیائی کی ان باتوں کو برداشت نہ کیا۔ اور ان کو ڈانٹا۔ کہ بے حیائی سے کام نہ لیں۔ حافظ مبارک احمد صاحب نے فرمایا۔ آپ خفیف ہوں۔ تو شرم و حیا دکھلائیں بحث ہو حیات وفات مسیح پر اور جوابی گفتگو میں وہ پھکڑ بازی سے اپنے چیلوں کو خوش کرنے کی کوشش کریں!!

غیر دوسری مباحثہ میں جو صداقت مسیح موعود پر تھا۔ مولوی محمد سلیم صاحب نے حافظ احمد دین صاحب کی علمیت و منطق کی وہ دھجیاں اڑائیں۔ کہ انہیں اپنی ساری یاوہ گوئی بھول گئی۔ اور وہ کھو کھلے ہوئے انڈے کی طرح پھس گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کی کسی دلیل کو بھی انہوں نے نہیں چھوا۔ اور تردید کرتے وقت وہ اپنے اس کمزور ہتھیار کو لئے۔ کہ ہم مرزا صاحب کے جھوٹ ثابت کرتے ہیں۔ انہوں نے لکھا ہے۔ کہ حدیثوں میں آتا ہے مسیح موعود کے زمانہ میں طاعون پڑے گی۔ بتلاؤ کہاں حدیث میں آتا ہے۔ اگر دکھلا دو۔ تو پانچ روپے انعام۔ مولوی محمد سلیم صاحب نے اس چیلنج کو منظور کیا۔ اور کہا لاؤ پانچ روپے مجسٹریٹ صاحب کو دو۔ اور میں آنکھوں والوں کو ابھی صحیح مسلم سے دکھلاتا ہوں بڑی لیت و لعل کے بعد پانچ روپے ان کے حوالہ کئے۔ مجسٹریٹ صاحب نے جو ہندو تھے۔ کتاب لے۔ فریقین کا ایک ایک نمائندہ بلا کر عربی عبارت

کو سمجھا۔ اور اعلان کیا۔ کہ مسلم کے الفاظ کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ مسیح اور اس کے ساتھی دعا کریں گے۔ تو اللہ تعالیٰ ایک بھوڑا متکبروں کی گردنوں میں بھیجیگا۔ جو ان کو ہلاک کر دیگا۔ یہ مفہوم طاعون کا ہی ہے۔ مگر لفظ طاعون نہیں۔ (مولوی محمد سلیم صاحب کی طرف ہاتھ بڑھا کر اور مولویوں کو مخاطب کر کے فرمایا) اگر مولوی صاحبان اجازت دیں تو یہ روپے ان کو دیدیتا ہوں۔ ناک کو سیدھا ہاتھ لگایا جائے۔ یا سر کے پیچھے سے وہ ناک ہی ہے۔ اس دانشمندانہ فیصلہ کو سنکر ہمارے لوگوں نے بے اختیار اللہ اکبر کے نعرے لگائے۔ اور کہا۔ کہ ہمیں ان مولویوں کے پانچ روپے کی ضرورت نہیں۔ آپ ان کو واپس کر دیں۔ مجسٹریٹ صاحب نے غیر احمدی مولویوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ اگر آپ کو لفظ طاعون پر اصرار ہے تو یہ لو اپنے روپے اپنوں اور غیروں نے چاروں طرف سے مجسٹریٹ صاحب کے منصفانہ فیصلہ کی داد دی۔ اور انہوں نے اپنے عدل و انصاف اور شریفانہ بے لاگ رویہ کا ایک گہرا اثر پبلک پر چھوڑا۔

شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی۔ کہ آخری تقریر میں جو فریق شور کریگا۔ وہ شکست خوردہ سمجھا جائیگا۔ مولوی محمد سلیم صاحب نے اپنی آخری تقریر ابھی دو منٹ ہی کی تھی۔ کہ مولویوں کے گروہ میں کہرام مچ گیا۔ آخر پولیس افسر نے انہیں مشکل سے چپ کرایا۔ لیکن ابھی پانچ منٹ نہیں ہوئے تھے کہ پھر مولوی مجنونانہ وار لپکے۔ ان کے اپنے آدمیوں نے بھی انہیں ملامت کی۔ کہ یہ کیا بدتہذیبی ہے۔

پہلے روز سید محمد شریف صاحب امیر جماعت اہلحدیث کے چیلنج مباہلہ پر ایک مولوی نے اٹھ کر للکارا تھا۔ یہ شاہ صاحب بیٹھے ہیں آؤ ان کے ساتھ مباہلہ کر لو۔ اگر خلیفہ صاحب نہیں۔ تو تم لوگ ہی جرأت کرو۔ ملیہ ہمیں وہ شرطیں بھی منظور جو خلیفہ صاحب نے لکھی ہیں۔ یہ اطلاع پہنچتے ہی ناظر صاحب نے اپنی قرارگاہ سے فوراً آئی خان صاحب کو روانہ کیا۔ خانصاحب راتوں رات لاہور پہنچے۔ اور دوسرے دن عین مناظرہ کے وقت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت لے کر پہنچ گئے۔ اور مولوی محمد سلیم صاحب نے مولوی صاحبان کو مباہلہ کے لئے زوردار الفاظ میں للکارا۔ مگر ان بزدل مولویوں کو کہاں جرأت۔ لا یتمنونہ ابدا بما قدمت ایدیھم۔ محمد یوسف صاحب نے واللہ باللہ ثم تاللہ کہتے ہوئے اعلان کیا۔ کہ انہوں نے کوئی چیلنج مباہلہ نہیں دیا تھا۔ مولوی محمد سلیم صاحب نے کہا۔ آپ کیوں قسمیں کھاتے ہیں وہ شاہ صاحب منہ چھپائے پیچھے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان کی طرف سے یہ چیلنج دیا گیا تھا۔ ان کو نکالو۔ ہم مباہلہ کے لئے تیار ہیں۔ مگر کوئی نہ نکلا۔ آخر احباب خوشی سے اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہوئے مولوی محمد سلیم صاحب کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر قرارگاہ میں ناظر صاحب دعوت و تبلیغ کے پاس پہنچے۔ جو بڑے خوشی سے مسکراتے ہوئے دروازہ پر ان کا انتظار کر رہے تھے۔ الحمد للہ علی ذالک

شام کے وقت جب دشمن میدان خالی کر چکا تھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے بہادر مجاہدین کی جمعیت اللہ اکبر کے نعرے بلند کرتے ہوئے واپس ہوئی۔

۹ ہر تاریخ کے جلسہ میں مولوی صاحب نے یہ خیال کر کے کہ میدان خالی ہے۔ احمدیوں کو چیلنج دیا۔ کہ لاؤ اپنے خلیفۃ المسیح کو میرے ساتھ مباحثہ کر لیں۔ اور اگر وہ نہیں آسکتے۔ تو ان کا کوئی نائب ہی آئے۔ قرارگاہ میں اطلاع پہنچنے پر ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ نے ان کے نام ایک رقعہ لکھا۔ کہ میں حضور کا نائب یہاں حاضر ہوں۔ آئیے اگر آپ کی اس للکار میں ذرہ بھی صداقت ہے۔ تو میرے ساتھ آج یا کل جس وقت چاہیں احمدیت کی حقانیت پر مناظرہ کر لیں۔ ناظر صاحب کی تحریر مولوی صاحب جیب میں ڈالتے ہوئے موٹر پر سوار امرتسر کو چلتے بنے انہیں یہ خبر نہ تھی۔ کہ حضور کا نائب بھی وہاں کیمپ میں بیٹھا سارے اس انتظام کی نگرانی کر رہا ہے ؎

ضلع گورداسپور میں غیر احمدیوں کا ایسا اجتماع اس سے قبل کبھی نہ ہوا تھا۔ اور شکست سے مولویوں کے سر پر جو خاک اڑی ہے اس کا نظارہ بھی انہوں نے شاید ہی دیکھا ہو۔ اور ثابت ہو گیا ہے کہ زمین و آسمان کے بادشاہ نے اپنے وعدے کے مطابق اب عزم کر لیا ہے۔ کہ زور آور حملوں سے مولویوں کی صف کو توڑ پھوڑ کر ایک مشت خاک کی طرح زاویہ گمنامی میں پھینکدے۔ (یکے از حاضرین)

زمیندار کی بدزبانی کے خلاف احتجاج

(۱)

جماعت احمدیہ جہلم کی ایک غیر معمولی میٹنگ ۷ / نومبر کو جامع مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مولوی عبد الغفور صاحب مولوی فاضل منعقد ہوئی۔ اور حسب ذیل قرار دادیں متفقہ طور پر منظور ہوئیں۔

احمدیان جہلم کا یہ جلسہ مولوی ظفر علی اور دیگر وابستگان ادارہ زمیندار کے اس کمینہ اور مجلس بتدبیہ کی پر زور مذمت کرتا ہے۔ جو اس نے مقدس بانی سلسلہ احمدیہ اور اس کے موجودہ امام کے خلاف شروع کر رکھا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے متعلق اس کے دلآزار رویہ کے خلاف پر زور احتجاج کرتا ہے۔ یہ اخبار اس شرارت میں اب یہاں تک بڑھ گیا ہے کہ حضور کے متعلق علی الترتیب ۲۰ اور ۲۱ نومبر کے پرچوں میں "رنگیلا خلیفہ" اور "رنگیلا بیٹا" کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور حیرت ہے۔ کہ قیام امن کی ذمہ دار گورنمنٹ ایسی شر انگیز تحریرات کے سدباب کا کوئی انتظام نہیں کرتی۔ بانیان مذاہب اور ان کے پیشواؤں کے متعلق ایسے الفاظ کے استعمال کے نتائج پہلے ظاہر ہو چکے ہیں۔ اور سب کو معلوم ہیں۔ اس لئے یہ جلسہ حکومت سے مطالبہ کرتا ہے۔ کہ وہ جلد از جلد موثر کارروائی کرے جس سے یہ گندہ پروپیگنڈا بند ہو جائے۔ نیز یہ جلسہ معقولیت پسند فرزندان اسلام سے درخواست کرتا ہے۔ کہ زمیندار کی خیانت پر پروٹسٹ کریں۔ اور اسے یہ خطرناک اور تباہ کن پالیسی ترک کرنے پر مجبور کریں۔

۲۔ طے پایا۔ کہ اس قرارداد کی نقول گورنر پنجاب۔ پریس اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھیجی جائیں۔

عطاء محمد امیر جماعت احمدیہ جہلم

(۲)

۱۶ / نومبر ۱۹۳۱ء کو جماعت احمدیہ احمد پوری کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشنز بہ اتفاق آراء پاس ہوئے

اوّل:۔ اخبار زمیندار میں آجکل جو ناپاک مضامین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق شایع ہو رہے ہیں۔ ہم ان پر سخت نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور پورے زور کے ساتھ گورنمنٹ پنجاب کو متوجہ کرتے ہیں کہ وہ اس دلآزار روش کو بند کرنے کا فوری انتظام کرے۔ ورنہ نتائج کی ذمہ داری اس پر ہوگی۔

دوئم:۔ اس کی نقول حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ گورنر پنجاب۔ اور اخبار الفضل کو بھیجی جائیں ؎

خاکسار محمد عبد المغنی سکرٹری تبلیغ

گیریزن انجینئرز مری کے دفتر میں ہندو گردی

مذکورہ بالا دفتر ہمیشہ سے اہل ہنود کی ملکیت گنا گیا ہے۔ اگر کوئی مسلمان یہاں متعین بھی کیا جاتا ہے۔ تو ہنود اپنی پرانی روایات کو زندہ رکھتے ہوئے۔ اس وقت تک دم نہیں لیتے جب تک اسے کسی جگہ تبدیل نہیں کرا دیا جاتا یا اس کی سروس پر بدنما دھبا نہیں لگایا جاتا۔

اس وقت اس دفتر کا کل سٹاف ۲۸ کس پر مشتمل ہے جن میں سے ۲۵ ہندو۔ اور صرف تین مسلمان ہیں۔ اور ان میں سے بھی ایک چوکیدار اور ایک عارضی ہے۔ ہیڈ کلرک اور اکونٹنٹ سے لے کر چپڑاسی تک سب کے سب ہندو ہیں۔ اور اس لئے مسلمانوں کے ساتھ جو سلوک چاہیں کریں۔ کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کیونکہ اتنے لوگوں کے سامنے ایک دو کی کیا ہستی ہے۔

حال ہی میں ایک نوجوان مسلمان سب اوورسیر نے ان کی چیرہ دستیوں سے تنگ آکر استعفیٰ دیدیا۔ کیونکہ وہ آئے دن کے حملے الزام اور جھڑکیاں نہ سہہ سکتا تھا۔ دوسرے مسلمان سب اوورسیر کو نہایت تنگ کیا جا رہا ہے۔ اور اس کی تبدیلی ہو جانے کی افواہیں بھی گرم ہیں ؎

سٹور کیپر کو ابھی چارج لئے ہوئے بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے لیکن سنگین الزام لگا کر اسے کسی مصیبت میں مبتلا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے۔ حالانکہ اس کا قصور یہی ہے۔ کہ وہ بیچارہ مسلمان ہے۔ اس سے قبل وہ کئی جگہ کامیابی سے کام کر چکا ہے۔ افسران اعلیٰ کو چاہیئے کہ فوراً تحقیقات کریں۔ اور مسلمانوں کی حق رسی کریں ؎ "موافق حال"

جموں و کشمیر کے حالات

مسلمانانِ جموں کی بے چینی

جموں ۳ر دسمبر۔ ۳ر دسمبر کے روزنامہ سیاست میں پڑھ کر کہ جموں سے گورہ فوج عنقریب جانے والی ہے۔ یہاں کے مسلمانوں میں بے حد اضطراب اور ہیجان پیدا ہو گیا ہے۔ اور آج وہ گورہ فوج کے قیام کے متعلق کوئی موثر کارروائی کرنے کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں ایسوسی ایشن کے دفتر میں آ رہے ہیں۔ مسلمانانِ جموں نے پریس اور تاروں کے ذریعہ سے بے حد کوشش کی ہے۔ کہ انگریزی فوج جموں سے واپس نہ جائے۔ لیکن ہندو برابر اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہ گورہ فوج ریاست سے جلد ہٹائی جائے۔ اور افسوس کہ ایک نام نہاد مسلمان اخبار بھی جو حکومت کشمیر سے ایک خاص تعلق رکھتا ہے۔ برابر یہی لکھے جاتا ہے۔ کہ گورہ فوج فوراً ریاست سے واپس چلی جانی چاہیئے۔ اور اس کے قیام کے لئے کوشش کرنے والے مسلمانوں کو قادیانی کہہ کر ریاست کا حق نمک ادا کرتا ہے۔ ہم مولوی ظفر علی خان کو دعوت دیتے ہیں۔ کہ اگر ان کی اس تحریر میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے۔ کہ مسلمانانِ کشمیر گورہ فوج کو اپنے ہاں سے رخصت کر دینا چاہتے ہیں۔ تو کیا آپ جموں آکر دفتر ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن میں ہزارہا مسلمانوں کی درخواستیں ملاحظہ کریں۔ اور ڈوگرہ فوجیوں کے کارہائے نمایاں کے اثرات کو مسجد موضع میراں صاحب اور مسجد واقعہ اردو بازار جموں میں دیکھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔ جو مسلم رضاکاران جموں کے لہو سے جا بجا رنگین ہیں۔ بلکہ اردو بازار جموں کی مسجد کا لوٹا ہوا گولیوں سے چھلنی بنا ہوا دروازہ ڈوگرہ فوجیوں کی حمایت کرنے والے اور حکومت کشمیر کے سچے خیر خواہ کا منہ بند کر دینے کے لئے کافی سے زیادہ شہادت ہے۔

میرپور علاقہ جموں میں مسلمانوں پر پولیس کی یورش

جموں ۳ر دسمبر۔ میرپور میں حکام ریاست کے غریب مسلمانوں کو جس طرح تنگ کر رہے ہیں۔ اخبار بین حضرات سے پوشیدہ نہیں۔ تازہ خبریں جو میرپور سے پہنچی ہیں مظہر ہیں۔ کہ یکم دسمبر کو موضع سلیم میں جہاں ۸۰۰ گھر غریب مسلمانوں کے ہیں۔ اور جو شہر میرپور سے ۱۴ میل کے فاصلہ پر ہے۔ پولیس نے سرداری لال انسپکٹر کی سرکردگی میں اسیرانِ احرار کی حمایت کے الزام میں مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اور ان کو لاٹھیوں سے مار مار کر بال بچوں سمیت گاؤں سے نکل جانے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ یہ غریب دیہاتی مسلمان بصد مشکل میرپور تک پہنچنے میں کامیاب ہوئے۔ جہاں انہوں نے افسر انچارج مسٹر ٹامس کے پاس اپنی شکایات پیش کیں۔ اب دیکھئے صاحب بہادر موصوف ان غریبوں کے ساتھ جو اپنا گھر لٹا کر داد طلب کرنے آئے ہیں۔ کیا انصاف کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ پولیس کے سپاہی ان غریبوں کا مال و اسباب لوٹ کر لے گئے ہیں۔ اور الٹا اپنے آپ کو مظلوم ظاہر کرتے ہوئے حکام بالا کو تاریں دے رہے ہیں۔

سپرنٹنڈنٹ جموں جیل کی خودسری

جموں ۴ر دسمبر۔ ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں کی اس رپورٹ پر کہ جناب ساغر ڈکٹیٹر جموں کو جیل میں تکلیف دی جا رہی ہے۔ ہوم منسٹر صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل کو حکم دیا۔ کہ ساغر صاحب کو سیاسی اسیروں کا قائد سمجھ کر کچھ مراعات دی جائیں۔ چنانچہ اس حکم کی اطلاع ملنے پر قاضی گوہر رحمان خان صاحب اور شیخ فضل الرحمٰن سپرنٹنڈنٹ صاحب جیل کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ لیکن صاحب مذکور ان کو نہ ملے۔ دوسرے دن جب اتفاقیہ ملاقات ہو گئی۔ تو سپرنٹنڈنٹ صاحب سے پوچھا گیا۔ کہ آپ نے حسب حکم ہوم منسٹر صاحب ساغر صاحب کو مراعات دیں یا نہیں۔ تو فرمانے لگے تمکو اس حکم کا کس طرح علم ہوا۔ جب بتایا گیا۔ کہ ٹیلیفون پر صاحب موصوف سے پوچھا گیا۔ تو ان سے معلوم ہوا تھا۔ تو نہایت بدمزاجی سے کہنے لگے۔ کہ اچھا مجھ کو اس وقت فرصت نہیں۔ اگر تم کو یہ معلوم کرنا ہے۔ کہ میں نے اس حکم پر کیا کارروائی کی ہے۔ تو ہر روز مجھ سے آکر پوچھ جایا کرو۔ یہ ہے سپرنٹنڈنٹ جموں جیل کا مسلمانوں سے سلوک۔ ایسی حالت میں غریب مسلمان حکام ریاست سے انصاف کی کیا توقع رکھ سکتے ہیں۔

ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کی اہم قراردادیں

۴ر دسمبر ۱۹۳۱ء بادشاہی مسجد واقع محلہ ستگڑھ میں بعد نماز جمعہ ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں کے زیر اہتمام قرارداد ہائے ذیل منظور ہوئیں۔

(۱) ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن جموں کے توجہ دلانے پر جناب ہوم منسٹر صاحب نے مسٹر اللہ رکھا ساغر ڈکٹیٹر کیلئے بوجہ سیاسی قیدی ہونے کے اے کلاس منظور فرمائی تھی۔ لیکن سپرنٹنڈنٹ جیل نے ہوم منسٹر صاحب گورنمنٹ کشمیر کے حکم کو ایک پرِ کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں دی۔ اور اب تک جناب ساغر کے ساتھ اخلاقی قیدیوں سا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اور انہیں مراعات منظور شدہ سے محروم رکھا گیا ہے۔ چونکہ سپرنٹنڈنٹ جیل کا یہ رویہ متعصبانہ اور منتقمانہ ہے۔ اس لئے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے منسٹر صاحب موصوف کو مکرر مگر بزور توجہ دلائی جاتی ہے۔

(۲) سول ہسپتال جموں میں مسلمان بیماروں کے لئے کوئی معقول انتظام نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان کے ساتھ کوئی ہمدردانہ سلوک ہوتا ہے۔ بالخصوص گذشتہ فسادات کے باعث ہسپتال کے ہندو ملازمان کا سلوک اور رویہ مسلمان بیماروں کے ساتھ تسلی بخش نہیں رہا۔ بدیں وجہ حکام نے ایک ڈسپنسری مسلمان مریضوں کے لئے تالاب کھٹیکاں پر کھول دی تھی۔ جو پرسوں سے اٹھا دی گئی ہے۔ جس سے مسلمانوں کو سخت تکلیف ہو رہی ہے۔ اس لئے ہوم منسٹر صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جائے۔ اور عرض کیا جائے۔ کہ براہ کرم سول ہسپتال میں مسلمان بیماروں کے لئے معقول اور خاطر خواہ انتظام کر دیں۔ اور جب تک وہاں کوئی علیحدہ معقول انتظام نہ ہو سکے۔ تالاب کھٹیکاں کی ڈسپنسری کو بدستور رکھا جائے۔

جموں میں ہندو ابھی تک آمادۂ فساد ہیں!

۲ر دسمبر ایک شریف مسلمان اپنے خوردسال بچے کو لئے ہوئے نیچلے محلے سے اپنے گھر جا رہا تھا۔ جب پکا ڈنگا کے چوک میں پہنچا۔ تو اس کو ہندو غنڈوں نے پکڑ کر پیٹنا شروع کر دیا۔ اس کا بچہ چلاتا ہوا اپنے گھر پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اپنے محلہ کے مسلمانوں کو سنایا۔ کہ ہندو میرے ابا کو پیٹ رہے ہیں۔ چنانچہ دو چار مسلمان موقع پر پہنچ گئے۔ اور ان کو دیکھ کر ہندو بھاگ گئے۔ حکام کو اس واقعہ کی اطلاع ہو چکی ہے۔ یہ شہر سے گورہ فوج اٹھ جانے کا نتیجہ ہے۔ (نامہ نگار)

موصیوں کیلئے اعلان

ایسے موصی احباب جن کے نام دفتر ہذا سے بقایا کی چٹھیاں جاری ہوئی ہوں۔ اور ان کے خیال میں انکے ذمہ کوئی بقایا نہ ہو یا بقایا میں کسی قدر غلطی ہو۔ وہ اپنے زر داخلہ یا مرسلہ کی رسید از راہ مہربانی کر کے جلسہ سالانہ پر تشریف لاتے وقت ہمراہ لائیں اور دفتر ہذا میں تشریف لاکر مقابلہ کروا کر اپنا حساب درست کروالیں تاکہ خط و کتابت میں جو دقت اور ڈاک کا خرچ ہوتا ہے۔ اسکی کفایت ہو۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے کی معرکۃ الآراء تصنیف چھپ گئی

سیرت خاتم النبیین حصہ دوم!

یہ وہ محققانہ تصنیف ہے جس کیلئے احباب جماعت مدت سے چشم براہ تھے۔ اور اسکے متعلق سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بھی کئی بار فرما چکے ہیں۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جتنی سوانح عمریاں چھپی ہیں۔ یہ ان سے اچھی اور بہت اچھی ہے ہر ایک احمدی دوست کو چاہیئے کہ اس در بیش بہا کو منگوا کر پڑھے۔ اور اپنی معلومات اور عرفان میں اضافہ کرے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب موصوف نے جس تحقیق اور محنت کے بعد اسے تحریر فرمایا ہے۔ وہ انہی کا حصہ تھا۔ ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ اس میں جن مضامین پر بحث کی گئی ہے وہ واقعی اپنے اندر اچھوتا رنگ رکھتے ہیں۔ عام اشاعت کی خاطر قیمت بھی بہت کم رکھی گئی ہے۔ تاکہ دوست آسانی کے ساتھ خرید سکیں۔ تختی کلاں کا غذ اعلےٰ درجہ کا۔ لکھائی جلی اور خوشخط۔ چھپوائی نفیس اور دیدہ زیب حجم تقریباً پونے چھ سو صفحہ مگر باوجود ان خوبیوں کے قیمت صرف دو روپے آٹھ آنہ۔ مجلد کی تین روپے۔ حصہ اول کی قیمت عہ ہے :۔

ہندو راج کے منصوبے حصہ دوم :۔ یہ اس معرکۃ الآراء تصنیف کا دوسرا حصہ ہے۔ جو گزشتہ سال ہزاروں کی تعداد میں فروخت ہوئی۔ اس کی قبولیت کا بھی یہ عالم ہے۔ کہ ایک ماہ کے اندر کئی بار چھپوانی پڑی۔ حجم ۲۰۰ صفحات فی نسخہ ۶/ ایک روپے کے تین۔ سو کی قیمت بیس روپے جلد منگوائیے ورنہ چوتھے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ باہمی مل کر زیادہ سے زیادہ تعداد میں منگوائیں۔ تاکہ محصول اور قیمت میں بھی رعایت رہے :

کشمیر کے حالات :۔ یہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے مرتب کروایا۔ دس ہزار چھپ کر بکڈ پو نے دوسری بار مع مناسب ترمیم و اضافہ کے شائع کیا ہے۔ احباب کرام کو چاہیئے۔ کہ اس کو منگا کر کثرت سے مسلمانوں میں تقسیم کریں۔ تاکہ انہیں کشمیر کے ۳۲ لاکھ مظلوم مسلمانوں کی مظلومی و تباہ حالی کا علم ہو۔ کاغذ لکھائی چھپائی عمدہ۔ حجم ۳۲ صفحہ قیمت عہ سینکڑہ۔

ملنے کا پتہ :۔ **بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان**

اپنے بچوں کو سالانہ امتحان میں

ناکامی کے صدمہ سے بچانا چاہتے ہو

تو ان کو کتاب جدید انگلش ٹیچر پڑھائیے۔ دیکھئے جناب قاضی اشتیاق احمد صاحب عباس اوورسیر مین پوری کیا فرماتے ہیں :۔

"میرے ایک عزیز دوست جو کئی سال سے متواتر انٹرنس کے امتحان میں صرف انگریزی میں فیل ہو رہے تھے محض جدید انگلش ٹیچر کی بدولت جسمیں بقول شخصے دریا کو کوزہ میں بھر کر دکھلایا گیا ہے پاس ہو گئے ہیں"

مسٹر کپل دیو طالبعلم گورنمنٹ ہائی سکول راہوں :۔

"آپ کا انگلش ٹیچر اس قدر مفید نکلا ہے کہ اگر وہ میرے پاس نہ ہوتا تو میں امتحان میں کبھی کامیاب نہ ہوتا"

آپکے بچوں کا امتحان نزدیک آ رہا ہے۔ کوئی وجہ نہیں کہ وہ ایسی مفید اور مددگار کتاب کے مطالعہ سے محروم رہیں۔

قیمت ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصولڈاک۔ اگر کسی طرح مفید مطلب نہ ہو۔ تو قیمت واپس کر دی جائے گی۔

ملنے کا پتہ

قمر برادرز (الف) شملہ

اردو شارٹ ہینڈ

مختصر نویسی سیکھئے

مسٹر جی۔ ایم۔ مہتہ۔ ایف۔ ایس ڈی۔ ایس۔ سی۔ ٹی۔ ایس ڈی (انگلینڈ) ایم۔ آئی ایس۔ ڈی۔ ایم (پیرس) پرنسپل صاحب انڈین کارسپونڈنس کالج بٹالہ کی تازہ تصنیف صرف دس آسان سبق کوزہ میں دریا۔ کتاب مجلد و خوبصورت۔ قیمت حصہ اول مبلغ ایک روپیہ چار آنے (عہ) محصولڈاک بذمہ خریدار

مینجر اردو شارٹ ہینڈ بکڈپو بٹالہ پنجاب

تجارت کرو فائدہ اٹھاؤ

کمپنی ہذا گورنمنٹ میں رجسٹرڈ ہے۔ کارکن احمدی ہیں

سردی کا موسم آ گیا ہے۔ امریکن سیکنڈ ہینڈ (مستعمل) کوٹوں کی سربند گانٹھیں منگوا کر فروخت کرنے والا بیوپاری صرف موسم سرما میں سال بھر کی روزی پیدا کر سکتا ہے۔ جلد منگواؤ فروخت کرو۔ اور فائدہ اٹھاؤ۔ ہر حصہ ملک سے آرڈر آ رہے ہیں۔

نرخ حسب ذیل ہیں کرایہ مال گاڑی ہم دینگے

قسم کوٹ	تعداد کوٹ فی گٹھڑی	قیمت درجہ اول	قیمت درجہ دوئم
مردانہ ہاف کوٹ	۱۰۰ عدد	۱۹۵ — ۰ — ۰	۱۵۰ — ۰ — ۰
مردانہ اوورکوٹ	۵۰ "	۱۸۰ — ۰ — ۰	۱۴۰ — ۰ — ۰
جیسٹر مردانہ کوٹ	۵۰ "	۱۲۵ — ۰ — ۰	۹۰ — ۰ — ۰
واسکٹ	۳۰۰ "	۱۳۰ — ۰ — ۰	۱۰۵ — ۰ — ۰
واسکٹ لڑکوں کے	۳۰۰ "	۹۵ — ۰ — ۰	۸۵ — ۰ — ۰
لڑکوں کے اوورکوٹ	۶۰ "	۱۲۰ — ۰ — ۰	۸۵ — ۰ — ۰

درجہ سوئم کا کم قیمت مال بھی ہے۔ لیڈی کوٹ۔ فراک کوٹ۔ فوجی کوٹ۔ کمبل گرم چادر ہر قسم موجود ہیں۔ جلد آرڈر بھیجئے۔ سردی شروع ہو گئی ہے خط و کتابت میں وقت اور موسم ضائع نہ کیجئے۔ آرڈر کے ہمراہ چہارم رقم پیشگی آنی چاہیئے۔

امریکن کمرشیل کمپنی بمبئی نمبر ۱۱ :۔ ہمارا تار کا رجسٹری شدہ پتہ — تار کا پتہ: Amreecon Bombay

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

——— لنڈن ۲ر دسمبر آج دارالعوام میں وزیر اعظم نے ہندوستان کی حکمت عملی پر مندرجہ ذیل تحریک پیش کی۔ یہ ایوان حکومت ملک معظم کی ہندوستان کے متعلق حکمت عملی کو جو کمانڈ پیپر ہندوستانی گول میز کانفرنس میں درج ہے۔ اور جو یکم دسمبر کو پارلیمنٹ میں پیش کی گئی ہے منظور کرتا ہے۔ مسٹر چرچل نے ایک ترمیم پیش کی۔ کہ مذکورہ حکمت عملی میں کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے ایوان کو ہندوستان پر مستعمرات کے دستور اساسی کی تائید کرنی پڑے۔ اور اس نازک موقعہ پر ہندوستان میں حکومت خود اختیاری کی توسیع کی ہندوستان کی سلطنت میں امن اور انتظام کے لئے پارلیمنٹ کی ذمہ داری کو نقصان نہ پہنچے۔ یہ ترمیم مسترد ہو گئی۔ اور وزیر اعظم کی قرارداد تقسیم آراء کے بغیر منظور ہو گئی ؞

——— ۳ر دسمبر کو پنجاب کونسل میں پنڈت نانک چند نے صاحب صدر کی خاص اجازت سے تجویز پیش کی۔ کہ وزیر اعظم برطانیہ کے بیان کے سلسلہ میں جو انہوں نے فرقہ وارانہ مسئلہ کے تصفیہ کے متعلق دیا ہے۔ چار اشخاص کی ایک کمیٹی مرتب کی جائے۔ جو پنجاب میں اس مسئلہ کے حل کی صورت پیدا کرے۔ اور اگر وہ کسی متحدہ نتیجہ پر پہنچ جائے۔ تو اپنی رپورٹ کو میزانیہ کے آئندہ اجلاس کونسل میں پیش کیا کرے۔ اس کمیٹی کے ارکان کپتان سردار سکندر حیات خان سر جوگندر سنگھ۔ ملک فیروز خان نون اور ڈاکٹر گوکل چند نارنگ ہیں انہیں اختیار دیا جائے۔ کہ اس کمیٹی میں ہر فرقہ کے نمائندگان کو بھی شامل کر سکیں۔ تجویز باتفاق آراء منظور ہو گئی ؞

——— لاہور یکم دسمبر۔ آج سے انگلستان اور برطانوی مقبوضات کے خطوط کا محصول بجائے دو آنہ کے اڑھائی آنہ اور ممالک غیر کے خطوط کا بجائے تین آنہ کے ساڑھے تین آنہ کر دی گئی ہیں ؞

——— لنڈن ۲ر دسمبر وزیر اعظم نے پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے ایک سوال کے جواب میں کہا۔ کہ ہندوستان مکمل خود مختاری کا خواہاں نہیں ہے ؞

——— نیو دہلی ۴ر دسمبر سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ سر فضل حسین کے کیپ ٹاؤن جانے پر سر محمد شفیع وائسرائے کی اگزیکٹو کونسل کے قائم مقام رکن ہوں گے۔ سر فضل حسین ۱۱ر دسمبر کو دہلی سے روانہ ہو جائیں گے۔ آپ اس ہندوستانی وفد کے قائد ہوں گے جو ہندوستان اور جنوبی افریقہ کے معاہدہ پر نظر ثانی کرنے کے لئے کیپ ٹاؤن جا رہا ہے ؞

——— لنڈن ۳ر دسمبر گو گاندھی جی نے رائٹر سے ملاقات کے دوران میں کہا۔ کہ وزیر اعظم کے اعلان کی بنا پر اس وقت تک سول نافرمانی شروع کرنے کا کوئی امکان نہیں۔ جب تک میں ہندوستان پہنچ کر کانگرس کی مجلس عاملہ کے ارکان کے ساتھ گفتگو نہ کر لوں۔ نیز آپ نے کہا۔ کہ اگر بنگال آرڈیننس پر حرف بحرف عمل کیا گیا۔ تو ممکن ہے کہ صرف مقامی طور پر بلکہ قومی حیثیت سے سول نافرمانی شروع ہو جائے ؞

——— رہتک ۲ر دسمبر گذشتہ سال پنجاب یونیورسٹی کے پرچوں کی چوری کے سلسلہ میں جو مقدمہ چل رہا تھا۔ اب اس کا فیصلہ ہو گیا ہے سلطان علی کو دو سال قید بامشقت اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ ضمیر حسین کو پندرہ ماہ کی سزائے قید اور پانچسو روپیہ جرمانہ کی سزا ہوئی ہے۔ اور وِدیا پرکاش کو تنبیہ کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنی نیک چلنی کی ضمانت دے ؞

——— دہلی ۲ر دسمبر گذشتہ شب سپہ سالار افواج ہند بذریعہ ٹرین یہاں سے کشمیر کے لئے روانہ ہو گئے۔ آپ وہاں پہنچ کر جدید صورت حالات کے معائنہ کے بعد ریاست سے گورہ فوج کی واپسی کے مسئلہ پر غور و خوض کریں گے ؞

——— لنڈن ۴ر دسمبر آج گاندھی نے مسٹر رامزے میکڈانلڈ سے ملاقات کی۔ اور ان پر زور دیا۔ کہ نیا بنگال آرڈیننس فوراً واپس لیا جائے ورنہ میں تعاون کرنے سے قاصر رہوں گا۔ اسی سلسلے میں سر تیج بہادر سپرو نے بھی وزیر اعظم سے ملاقات کی ؞

——— کلکتہ ۴ر دسمبر گوہاٹی سے ۱½ ہزار گورکھے فوجی سپاہی چٹاگانگ کو بھیجے گئے ہیں جو وہاں انارکسٹوں کے قلع قمع کی کوشش کریں گے ؞

——— کلکتہ ۴ر دسمبر آج وائسرائے اور لیڈی ولنگڈن ہوائی جہاز کے ذریعہ یہاں تشریف لائے۔ ۳۱ توپوں کی سلامی سے ان کا خیر مقدم کیا گیا ؞

——— لنڈن ۳ر دسمبر آج ہاؤس آف کامنز میں مسٹر میکسٹن اور کرک ووڈ نے یہ تحریک پیش کرنے کا نوٹس دیا۔ کہ ہندوستان کو مکمل آزادی دیدی جائے لیبر پارٹی کے کئی ممبر اس کے حق میں ہیں ؞

——— لنڈن ۵ر دسمبر کل آکسفورڈ میں ہندوستانی انجمن کے زیر اہتمام ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے پنڈت مدن موہن مالوی نے کہا کہ وزیر اعظم کی تقریر میں جن تحفظات کا ذکر کیا گیا ہے۔ وہ کانگرس کو منظور نہیں۔ اور اگر وہ قطعی ہیں۔ تو ہم مجوزہ کمیٹیوں سے بھی تعاون کرنے کو انکار کر دیں گے ؞

——— کلکتہ ۵ر دسمبر۔ کلکتہ گزٹ کی غیر معمولی اشاعت میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ گورنر نے ہجلی تحقیقاتی کمیٹی کی رپورٹ کو تسلیم کر لیا ہے۔ اور قرار دیا ہے۔ کہ سپاہیوں کو گولی چلانے کا کوئی حق نہ تھا۔ گورنر نے کمیٹی کی اس سفارش کو بھی منظور کر لیا ہے۔ کہ حوالدار سے بھی ایک زیادہ رتبہ کا افسر کیمپ میں رہے۔ انسپکٹر جنرل پولیس پولیس کی غلطیوں کے متعلق محکمانہ کارروائی کریں گے ؞

——— قاہرہ ۵ر دسمبر مولانا شوکت علی چند اور مسلمانوں کے ساتھ یروشلم پہنچ گئے ہیں۔ چند دن وہاں ٹھہر کر پھر ہندوستان واپس آجائیں گے ؞

——— قسطنطنیہ ۴ر دسمبر۔ ایک عورت فاطمہ نے ایک اور عورت کو قتل کر دیا تھا جس پر عدالت نے اسے پھانسی کی سزا دی تھی اب انگورا نیشنل اسمبلی نے اس فیصلہ کی تصدیق کر دی ہے۔ ترکی کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ ایک عورت کو پھانسی دی جا رہی ہے ؞

——— سری نگر ۵ر دسمبر۔ مسلمانان کشمیر نے فیصلہ کیا ہے کہ گلینسی کمیشن کے روبرو گائے کشی کے قانون پر نظر ثانی کرنے کے لئے کوئی مطالبہ نہ کیا جائے۔ اس رواداری کے باوجود ہندو اس تحریک کو فرقہ وار رنگ دے رہے ہیں ؞

——— لاہور ۵ر دسمبر مہاراجہ بہادر جموں و کشمیر ایک رات یہاں قیام فرمانے کے بعد آج صبح جموں تشریف لے گئے ؞

——— لنڈن ۵ر دسمبر معلوم ہوا ہے۔ کہ کوششیں ہو رہی ہیں گول میز کانفرنس کے متعلق جو سٹینڈنگ کمیٹی مرتب ہو گی۔ اس میں مسٹر میکڈانلڈ خود صدر کی حیثیت سے شامل ہوں۔ اور لارڈ سانکی کو وائس پریذیڈنٹ بنا کر اپنے ساتھ رکھیں۔ اور دونوں اگلے سال کے آغاز میں چند ہفتوں کے لئے ہندوستان جائیں ؞

——— سابق شاہ چین کی ایک ملکہ نے پیکن کی جمہوری عدالت میں طلاق کا دعویٰ پیش کر دیا ہے۔ چین کی پوری تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے۔ کہ کسی ملکہ نے کبھی طلاق طلب کی ہو۔ شاہ اس وقت فرار ہے اور جاپان کی حمایت میں کہیں چھپا ہوا ہے۔ ملکہ نے اپنے دعویٰ میں لکھا ہے شہنشاہ بالکل جاہل ہے۔ اور اس سے کسی قسم کا صحیح تبادلہ خیال نہیں کر سکتا ایک مرتبہ اسے تقریر کرنے کو کہا گیا۔ اور تقریر لکھ کر بھی دیدی۔ مگر وہ ایک ہفتہ رٹنے رہنے پر تیس لفظ بھی یاد نہ کر سکا ؞

——— کابل کا ایک برقیہ مظہر ہے۔ کہ رئیس اصلاح سردار فیض خان کی اہلیہ محترمہ انتقال فرما گئیں ؞

——— ۲۹ر نومبر وزارت فرانس کی طرف سے ایک اعلان لیا گیا ہے کہ حکومت فرانس اس بات پر رضامند ہے۔ کہ برطانیہ کے ساتھ ان معاملات پر تبادلہ خیالات کرے۔ جس سے ہر دو ممالک کا مفاد وابستہ ہے۔ اور اس کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے۔ کہ حکومت برطانیہ کی موجودہ پالیسی نے فرانس کی بیرونی تجارت پر بے حد اثر کیا ہے ؞

——— لاہور ۳۰ر نومبر مغلپورہ تحقیقاتی کمیٹی کے روبرو شہادت دیتے ہوئے مغلپورہ کالج کے طلباء نے پرنسپل ڈمگرے کے خلاف جو الزامات عائد کئے تھے۔ ان کی محکمانہ تحقیقات کے لئے مسٹر ٹرینگ اور مسٹر کریپ مقرر کئے گئے تھے۔ ان کی تحقیقاتی رپورٹ پر تبصرہ کرتے ہوئے حکومت پنجاب کے محکمہ زراعت نے پرنسپل موصوف کو تمام الزامات سے بری الذمہ قرار دیا ہے۔ اور چند سفارشات کالج کے نظم و نسق کی بہتری کے لئے کی ہیں۔ جن میں سے ایک یہ بھی ہے [illegible]

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا)